وقف خدمة العلم وطلابه

سلسلة الخلاصات الفقهية (٣٥)

قاری قرآن کا توشہ

تالیف

فہد بن یحیی عماری

قاضی اپیل کورٹ، مکہ

اختصار

روی بنت فہد عماری

ترجمہ

ڈاکٹر حشر الدین عبد الشہید

فہرست موضوعات

صفحہ	موضوع	نمبر شمار
۳	پیش لفظ	۱
۱۰	قراءت قرآن کے احکام	۲
۲۰	استعاذہ اور بسملہ کے احکام	۳
۲۶	مصحف کے احکام	۴
۴۹	ختم قرآن کے احکام	۵
۵۳	سورتوں کے درمیان تکبیر کہنے کا حکم	۶
۵۴	قرآن سے بنے تعویذات اور گنڈوں کے احکام	۷
۵۷	تجوید کے ساتھ قرآن پڑھنے کے احکام	۸
۵۹	مصحف وقف کرنے کے احکام	۹
۶۴	اہم مراجع	۱۰

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده.

بیشک قرآن اللہ کا کلام ہے، جسے لے کر روح امین (جبریل علیہ السلام) اترے، جو تمام جہانوں پر اللہ کی حجت اور اس کی ربوبیت، الوہیت اور اس کے اسما وصفات کی دلیل اور لا فانی معجزہ ہے۔

وہ انسانیت کے دینی و دنیوی امور کا سب سے عظیم نظام اور سب سے پرانا دستور ہے، اس میں انسانیت اور کائنات کی درستی ہے اور وہ لوگوں کے درمیان فیصل ہے۔

قرآن ہمارا دستور[1] اور ہماری روشنی، شناخت اور زندگی ہے، قرآن ہماری عزت کا رمز اور ہماری سعادت، نجات، ہدایت اور نصرت کا سرچشمہ ہے، اس لیے آپ علم، عمل اور فیصلہ میں اس کا پرچم بلند کریں اور اسے تمام لوگوں تک پہنچائیں۔

قرآن اللہ کی مضبوط رسی، حکمت والی نصیحت اوراس کا سیدھا راستہ ہے، جو جابر انسان بھی اسے چھوڑے گا اللہ اسے توڑ ڈالے گا اور جو بھی اس کے سوا کسی دوسری چیز میں ہدایت ڈھونڈے گا اللہ اسے گمراہ کردے گا۔

قرآن دلوں کی دوا، نفسوں کی شفا، مؤمنوں کی لذت ، روزہ داروں کا سکون اور بے راہ روؤں کا نور ہے۔ وہ کامیابی وکامرانی، توفیق اور درستی ہے، وہ دنیا وآخرت میں برکت ہے، وہ دنیا وآخرت کی آسائش، راستے کی مشعل اور وجود کی خوشبو ہے۔

قرآن تنہائی اور اجنبیت کا انیس اور دلوں کا واعظ ہے اور جن نوافل سے اللہ کی محبت حاصل ہوتی ہے ان میں عظیم ترین تلاوت قرآن ہے۔

قرآن کی بدولت ایمان ویقین حاصل ہوتا ہے اور الحاد، حیرانی اور شہوات وشبہات کی بیماریوں سے نجات ملتی ہے۔

([1]) قرآن کے لیے نظام اور قانون کے مفہوم میں لفظ دستور کا استعمال جائز ہے، فقہا کی ایک جماعت نے لفظ قانوں کا استعمال کیا ہے اور اس سے اپنی کتابوں کو معنون کیا ہے۔

قرآن نے امت کی تربیت کی، اسے ادب سکھلایا، نفسوں کو پاک کیا، خصلتوں کو جلا بخشی، عقلوں کو بلند کیا، صلاحیتوں کو پروان چڑھایا، عزائم کو دوآتشہ کیا، ہمتوں کو بلند کیا اور ارادوں کو مضبوط کیا۔ امت اس قرآن سے ساتھ برابر لگی رہی، یہاں تک کہ اس نے بکریوں کے چرواہوں سے قوموں کے رہنما نکالے اور ناخواندگی کی گمنامی سے علم وحکمت کے ستارے نکالے۔

ہم قرآن میں تدبر کرنے اور اس کی آیتوں، عبرتوں، گوہروں اور موتیوں پر غور وفکر کرنے سے بہت زیادہ دور ہوتے جارہے ہیں۔ لیکن اگر ہم نے ایسا کیا ، تو امت افراد, خاندان, تنظیمات , جماعات اور ممالک کی سطح پر بہت سی بے چینیوں، تنگیوں اور پریشانیوں سے نکلے گی ، کیوں کہ قرآن میں انسانیت کی سعادت مضمر ہے، قرآن نور وہدایت ہے، فلاح وکامرانی ہے ، فتح وتمکین ہے۔

(أيها المصلح من أخلاقنا أيها المصلح الداء هنا)

"اے ہمارے اخلاق کی اصلاح کرنے والے! اے اصلاح کرنے والے! بیماری یہیں ہے"۔

ہم فکری فلسفیات کو چھوڑ دیں اورامت سے ان اہل کلام کی لا یعنی باتوں اور نظریات کو منوانا بند کردیں، جنہوں نے لوگوں کی عقلوں کو بگاڑ دیا ہے اور انہیں اللہ کی کتاب سے روک رکھا ہے۔

اگر ہم قرآن، اس کے تدبر اور اس کے معانی ومطالب کے مطالعہ پر توجہ مبذول کرنے کے لیے مسلمانوں کو ابھارنے میں کامیاب ہوگئے، تو یقینا تدبر کے ساتھ پہلی مرتبہ قرآن ختم کرتے ہی حق کے متلاشی مسلم نوجوانوں کے سامنے سے تمام شہوات اور فلسفی شبہات چھٹ جائیں گے۔

ایک مرتبہ اللہ کی کتاب کی سچی تلاوت مسلمان کی عقل، روح، اس کے احساس، اخلاق اور طرز عمل پر ایسا اثر ڈالتی ہے ، اپنے رب کے ساتھ اس کے رشتہ کو اتنا مضبوط بناتی ہے اور اس کے ایمان کو اتنا بلند کرتی ہے کہ تمام موٹی موٹی فکری کتابیں اور فلسفی جرائد اپنی جدید زبان اور اصطلاحی غرور کے باوجود اس سےقاصر ہیں۔

ایک مرتبہ کتاب اللہ کی سچی تلاوت امت کے افراد وجماعات کی زندگی کو بدل کرانہیں ان کے تمام معاملات میں بلند ترین مقام تک پہنچانے کی ضامن ہے، جس طرح قرآن نے اپنی پہلی نسل یعنی صحابہ کرام کی منفرد نسل کی زندگی کو بدل دیا تھا۔

قرآن وہ موتی ہےجس کے لیے ماہر غوطہ خور کی ضرورت ہوتی ہے، جو اسے نکال سکے اور لوگ اس سے استفادہ کریں، تاکہ دلوں کو زندگی ملے، نفسوں میں بیداری آئے اور نور دیکھیں اور زندگی سے خوش ہوں۔

کیا امت کو قرآن کی اس حقیقت اور عظمت کا احساس ہے کہ اس میں کامیابی اور فتحیابی ہے اور انحرافات اور پریشانیوں سے نجات ہے!

(داؤنا فينا ولو أنا اعتصمنا...... بكتاب الله ما استفحل داء)

"بیماری ہمارے اندر ہے، اگر ہم نے کتاب اللہ کو مضبوطی سے تھاما ہوتا ، تو بیماری نہیں بڑھتی"۔

(زمزم في بلدي لكن من...... يخبر الناس بجدوى زمزم)

"زمزم ہمارے ملک میں ہے، لیکن زمزم کی افادیت لوگوں کو کون بتائے گا؟"

ابن تیمیہ رحمہ اللہ جو قرآن کی تفسیر اور اس کے تدبر میں اپنا مقام رکھتے ہیں، جنہوں نے کہا ہے: میں آیت کی تفسیر میں سو کتب تفسیر کی طرف رجوع کرتا ہوں، فرماتے ہیں: "مجھے قرآن کے معانی کے علاوہ دوسری چیزوں میں اپنا وقت ضائع کرنے کا افسوس ہے"۔

مسجدوں کے ائمہ، حلقات تحفیظ کے مدرسین اور مدارس میں قرآن کے معلمین کے اوپر بڑی ذمہ داری ہے کہ وہ تدبر قرآ ن کے لیے دلوں کو جگائیں۔

قرآن کا پڑھنا عظیم ترین طاعتوں، شاندار ترین قربت کے کاموں اور معزز ترین عبادتوں میں سے ہے، عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: "اگر ہمارے دل پاک ہوتے ، تو ہم اپنے رب کے کلام سے آسودہ نہیں ہوتے اور مجھے نا پسند ہے کہ میرے اوپر کوئی دن آئے اور میں مصحف میں نظر پھیر نہ سکوں"۔ (اسے بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے)

کسی بندہ نے قرآن سے افضل اپنے کسی عمل کے ذریعہ اللہ کا تقرب حاصل نہیں کیا ہے، قرآن افضل ترین ذکر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا ہے کہ حامل قرآن اللہ والوں اور اس کے خاص لوگوں میں سے ہے، افضلیت اور رفعت اس کے لیے ہے جو اسے سیکھے اور سکھائے۔ آپ نے اور بتلایا ہے کہ قرآن کے ذریعہ آخرت میں نجات وشفاعت نصیب ہوگی اور جنت

میں مراتب کی ترقی اور بلندی حاصل ہوگی اور دنیا میں تعظیم وعزت ملے گی، حاملین قرآن ہی سربراہ ہیں اور صاحبان سیادت وامامت ہیں۔

جسے قرآن نے دنیا سے مشغول رکھا، اللہ بدلے میں اسے اس سے بہتر عطا کرے گا اور جس کے دل میں قرآن کا کوئی حصہ نہیں، وہ سنسان گھر کی طرح ہے۔ کتنے گھر ایسے ہیں جو شبہات وشہوات اور ظلم وزیادتی سے تباہ ہوگئے ہیں۔

سو اس شخص کو مبارکباد جس کے دل، عقل اور زبان کو قرآن نے مشغول کر رکھا ہے اور اس کے لیے کشادگی، خوشبو اور رحمن کی خوشنودی کی خوشخبری ہے!

آسان ترین اور زیادہ اجر والے کاموں میں سے تلاوت قرآ ن ہے، ایک حرف پر ایک نیکی ہے اور نیکی دس گنا بڑھا کر دی جاتی ہے اور اللہ جس کے لیے چاہے کئی گنا بڑھاتا ہے۔

"ا" ایک حرف ہے، "لام" ایک حرف ہے اور "میم" ایک حرف ہے، یہ تین تیس گنا ہیں، سو سست اور ناکارہ لوگوں کے لیے گھاٹا اور نقصان ہے۔ ایک بار قرآن ختم کرنے پر تیس لاکھ نیکیاں ہیں۔

(الحرف منه مضاعف وميسر........ شقي الذي عن حكمه قد أعرض)

"اس کا ایک حرف کئی گنا اور آسان کیا گیا ہے۔ جس نے اس کے حکم سے منہ موڑا وہ بد بخت ہے"۔

محرومی نامرادی ہے اور رحمن کی توفیق ، عزیمت اور بیداری جنت میں سے ہے۔

قرآن توشہ ، غذا اور ایسا چشمہ ہے جو خشک ہونے والا نہیں، وہ پائیدار توانائی اور دائمی عطا ہے۔

تو کیا ان تمام باتوں کے بعد بھی مسلمان اپنے رب کی کتاب سے اپنے رشتے کی تجدید نہیں کرے گا کہ وہ روزانہ اس کا ورد کرے، اسے نہ چھوڑے اور اس کے احکامات کو بلا عمل نہ چھوڑ دے۔

وہ لوگ کتنے عظیم ہیں جو قرآن حفظ کرتے ہیں!

وہ گھر کتنے عظیم ہیں جن میں حفاظ قرآن ہیں!

مگر تلاوت، عمل اور تدبر کے لحاظ سے قرآن کے ساتھ ہمارا معاملہ کیسا ہے؟

آپ اس وقت تک اللہ کی طرف سے بھلائی، حفاظت اور نگہداشت کے ساتھ ہونگے جب تک آپ قرآن کے ساتھ ہونگے۔ اس صورت میں آپ لازوال عظمت کی تعمیر کرنے والے ہونگے۔

قرآن کے ساتھ آپ کی یہ رفاقت یقینی منافع اور واضح کامیابی ہے۔

آپ قرآن کو لازم پکڑیں اور کوئی چیز آپ کو اس سے غافل نہ کرے، کیوں کہ وہ دنیا وآخرت میں توشہ ہے۔

اگر لوگ قرآن کو چھوڑ کر دوسری چیزوں میں مگن ہوجائیں، تو بھی آپ اہل قرآن کے قافلہ میں خیر پر چلتے رہیں۔

جب تک عمر باقی ہے ما فات کی تلافی کریں اور کسی عقلمند کی مصروفیات جتنی بڑھ جائیں اور اس کی عمر جتنی زیادہ ہو اس کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنے آپ کو اس وہم میں ڈالے رکھے کہ تحصیل وحفظ کی عمر گذر چکی ہے ۔

طبقات مجد الدین میں آیا ہے کہ "زفر بن ہذیل نے اپنی عمر کے آخری دو سالوں میں قرآن حفظ کیا تھا، ان کی موت انہیں خواب میں دیکھا گیا تو پوچھا گیا: آپ کس حال میں ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: اگر یہ دو سال نہ ہوتے، تو زفر ہلاک ہوگیا ہوتا"[2]۔

امام شافعی نے اپنے شاگرد ربیع بن سلیمان کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: "اگر تم اپنے دل، یااپنے بیٹے یا اپنے بھائی کی درستی اور جس شخص کی بھی درستی چاہتے ہو، تو اسے قرآن کے باغیچوں میں اصحاب قرآن کے بیچ ڈال دو، وہ چاہے یا نہ چاہے اللہ اس کی اصلاح فرمادے گا"[3]۔

سلف کی ایک جماعت جیسے سفیان اور ابن قاسم کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا گیا اور ان سے پوچھا گیا کہ سب سے افضل کون سی چیز آپ کو ملی ہے؟ تو ان کا جواب تھا: قرآن۔

قرآ ن کے کثیر فضائل میں سے ان تھوڑے سے فضائل پراس مختصر گفتگو کے بعد اب ہم چند گذارشات پیش کریں گے، جن میں تلاوت، مصحف اور اس کے معاصر مسائل سے

---

(2) شرح مسند ابی حنیفہ (ص:۳۵)

(3) اسے حلیۃ الاولیاء لابی نعیم (۱۲۳/۹) کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، لیکن مجھے اس میں یہ وصیت نہیں ملی۔

متعلق قرآن کے فقہی احکامات کا مطالعہ پیش کیا جائے گا، سو اے امت قرآن واہل قرآن!ہم ان باغوں اور چشموں کا رخ کرتے ہیں۔

میں نے اس رسالہ میں مصحف اور تلاوت قرآن سے متعلق کچھ احکامات جمع کیے ہیں اور بعض دلائل اور اقوال کو مختصراً بیان کیا ہے، تاکہ ان کا مطالعہ آسان ہو اور خلاصہ، زود رفتاری اور اختصار کے زمانہ میں اکتا جانے والا ان سے نہ اکتا جائے۔ یہ مختصر رسالہ ہے، مگر دلائل وعلل سے مزین ہے، جو حال ومقال دونوں کے لیے مناسب ہے، اس میں ایک سو ستر مسائل ہیں۔ اس کا مقصد اپنے نفس کے لیے اور اپنے بھائیوں کے لیے تذکیر ونصیحت کے سامان فراہم کرنا ہے۔ یہ رسالہ فقہی خلاصوں کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے، جس کی اصل باہمی رابطہ کے وسیلہ "واٹس ایپ" پر نشر ہونے والے پیغامات ہیں۔

اس کے احکامات مختلف فقہی مسالک کے علما کی کتابوں میں بکھرے ہوئے ہیں، جسے مزید جاننے کا ارادہ ہو وہ ان کی طرف رجوع کرسکتا ہے۔

علم مذاکرہ، فکر، مطالعہ اور بحث ومباحثہ سے زندہ رہتا ہے اور علم کے ساتھ زندگی اس شخص کے لیے ایک عظیم ترین، لذیذ ترین، دلکش ترین، بلند ترین اور روشن ترین زندگی ہے جس کی نیت نیک ہے اور روح صاف ستھری ہے۔ ہم اللہ سے اس کا سوال کرتے ہیں۔

کوئی بھی تحفہ جو ایک آدمی اپنے مسلمان بھائی کو دے، اس حکمت سے بہتر نہیں ہے جس کے ذریعہ اللہ اسے مزید ہدایت دے یا اسے کسی تباہی سے بچالے۔

(وإذا الإخوان فاتهم التلاقي........ فما صلة بأحسن من كتاب)

"جب کبھی بھائی آپس میں مل نہ سکیں، تو کتاب سے بہتر کوئی رابطہ نہیں ہے"۔

یہ رسالہ اصل میں **(جنى الأفنان في أحكام المصحف وتلاوة القرآن)** کا خلاصہ ہے، جسے میری دختر "رؤی" نے تیار کیا ہے، اللہ اس کے تمام امور ومعاملات میں برکت دے اوراسے اس کے عمل اور کوشش کا صلہ دے۔ جس کو اصل کتاب چاہیے ، اس کے لیے اس کا لنک اس رسالہ کے آخر میں موجود ہے۔

اللہ اسے قبول فرمائے، اس سے بندوں اور شہروں کو، شہری اور دیہاتی کو فائدہ پہنچائے، اسے نیک عمل بنائے، جو سالوں اور زمانوں کے گذرنے کے ساتھ پائیدار اور مبارک رہے، اسے میرے والدین، میرے اہل خانہ، میرے مشائخ اور شاگردوں کے لیے صدقہ بنائے۔ اللہ ہم سب کو نفع بخش علم اور نیک عمل کے ساتھ زندہ رکھے، ہمیں نیک لوگوں

کے اجر سے نوازے اور اپنے مؤمن بندوں کی مدد کرے۔ اس کی ذات ان میں سب سے بہتر ہے جن سے سوال کیا جائے اوران میں سب سے فیاض ہے جن سے امید کی جائے۔

جو کسی بھی زبان میں اس کا ترجمہ کرنا چاہے، اس کے لیے پوری اجازت ہے۔

اللہ آپ پررحم کرے، یہ رہے آپ کی خدمت میں وہ مسائل، اس امید کے ساتھ کہ رضامندی کی آنکھ ہر عیب سے درگذر کرنے والی ہوتی ہے۔

قراءتِ قرآن کے احکام

مسئلہ (۱): قرآن پڑھنے کا حکم :

اس کے دو حالات ہیں:

پہلی حالت: نماز کے اندر ۔ اس کے احکام باذن اللہ ایک مستقل رسالہ میں بیان کیے جائیں گے۔

دوسری حالت: نماز سے باہر، یہ مستحب ہے اور کثرت سے پڑھنا مطلوب ہے۔ اس میں صحابہ کے زمانہ سے سبقت لے جانے والوں نے باہم سبقت کی۔ یہ عظیم شرف اور بڑی کامیابی ہے۔

مسئلہ (۲): قرآن سے قطع تعلق کرنے کا حکم:

جس نے اس کی تلاوت، یا تدبر یا اس پر عمل کرنے میں کوتاہی کی،اس نے جس قدر چھوڑا اور کوتاہی کی، اسی قدر اس نے قطع تعلق کا ارتکاب کیا، اگر وہ اس پر برقرار رہا، تو ڈر ہے کہ کہیں اس کے دل سے قرآن کی چاشنی چھین نہ لی جائے ؛ اس میں وہ نہ راحت محسوس کرے، نہ اس کا اہتمام کرے اور نہ اس سے اسے انشراح صدر حاصل ہو۔

(تمضي الحياة وأنت تطلب أنسها.... والأنس كل الأنس في القرآن)

"زندگی گذرتی رہتی ہے اورتم اس کی انسیت ڈھونڈتے رہتے ہو، جبکہ پوری انسیت قرآن میں ہے"۔

مسئلہ (۳): قرآن سے قطع تعلق کی قسمیں:

۱- اسے نہ سننا، اس پر ایمان نہ لانا اور اس پر توجہ نہ دینا۔

۲- اس پر عمل نہ کرنا، اس کے حلال وحرام کے پاس نہ رکنا، گرچہ وہ اسے پڑھے اور اس پر ایمان لائے۔

۳- دین کے اصول اور فروع میں قرآن کو فیصل نہ بنانا اور یہ اعتقاد رکھنا کہ وہ یقین کا فائدہ نہیں دیتا ہے اور اس کے دلائل لفظی ہیں جن سے علم حاصل نہیں ہوتا ہے۔

۴-قرآن کے تدبر اور فہم کو چھوڑنا اور اس کے کہنے والے کی مراد کو نہ جاننا.

(فتدبر القرآن إن رمت الهدى....فالعلم تحت تدبر القرآن)

"تم قرآن میں تدبر کرو اگر تمہیں ہدایت چاہیے، علم تو قرآن کےتدبر میں ہے".

۵- دلوں کی تمام بیماریوں اور علتوں میں قرآن سے شفا اور علاج حاصل نہ کرنا، بلکہ ان کی شفا دوسری چیز سے حاصل کرنا اور اس سے علاج نہ کرانا.

٦- اس کی تلاوت کو چھوڑ دینا، اللہ تعالی نے فرمایا: {وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا ﴿٣٠﴾ وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِينَ ۗ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ هَادِيًا وَنَصِيرًا} "اور رسول کہے گا کہ اے میرے پروردگار! بےشک میری امت نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا*اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن بعض گناہ گاروں کو بنادیا ہے اور تیرا رب ہی ہدایت کرنے والا اور مدد کرنے والا کافی ہے". (الفرقان:٣٠- ٣١)

ابن تیمیہ نے کہا: اللہ سبحانہ نے بیان کیا کہ جس نے قرآن کو چھوڑا، وہ رسول کے دشمنوں میں سے ٹھہرا".

(من يهجر القرآن يهجره الهنا....ويعيش طيلة عمره محتارا

أما الذي للورد يتلو دائماً......تكسوه من رب الورى أنوارا

"جو قرآن کو چھوڑے گا، خوشگواری اسے چھوڑ دے گی اور زندگی بھر سرگرداں رہے گا.

مگر جو ہمیشہ قرآن کا ایک حصہ تلاوت کرتا رہے، مخلوقات کے رب کی طرف سے اسے نور پہنا یا جائے گا".

مسئلہ (۴):

علما کے صحیح قول کے مطابق قرآن ختم کرنے کی کوئی محدود مدت نہیں ہے، یہ بعض مالکیہ اور شافعیہ کا مذہب ہے اور حنابلہ کی ایک روایت ہے۔ عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں آیا ہے کہ وہ ایک رکعت میں ختم کرتے تھے ، اسے ابن حجر نے صحیح کہا ہے،

اسی طرح ان کے علاوہ دوسرے صحابہ وتابعین رحمہم اللہ سے بھی وارد ہوا ہے، خصوصاً چستی ونشاط کے وقت اور رمضان وعشر ذی الحجہ جیسے موسموں میں۔

درخشاں مظاہر:

- ابو بکر بن عیاش نے اپنے بیٹے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: "تمہارے باپ نے کبھی بھی فحش کام نہیں کیا ہے اور تیس سال سے روزانہ قرآن ختم کررہا ہے"۔
- ابن ادریس پر جب موت کی سختی طاری ہوئی تو ان کی بیٹی رونے لگی،یہ دیکھ کر انہوں نے کہا: اے میری بیٹی! نہ روؤ، میں نے اس گھر میں چار ہزار بار قرآن ختم کیا ہے۔
- عثمان رضی اللہ عنہ ا یک رکعت میں قرآن ختم کرتے، امام نووی لکھتے ہیں: "جو لوگ ایک رکعت میں قرآن ختم کرتے ہیں، وہ اتنے زیادہ ہیں کہ انہیں شمار نہیں کیا جا سکتا ہے"۔
- سعید بن المسیب دو راتوں میں قرآن ختم کرتے تھے، ثابت البنانی ایک دن میں ختم کرتے اور عطاء بن السائب ہر دو رات میں قرآن ختم کرتے۔
- ذہبی نے کہا ہے: "جب ابو بکر بن عیاش رحمہ اللہ کے پاس موت کا وقت آیا تو ان کی بہن رونے لگی، انہوں نے اس سے کہا: "تم کیوں رو رہی ہو؟ اس کونے کو دیکھو، میں نے اس میں اٹھارہ ہزار مرتبہ قرآن ختم کیا ہے۔
- ذہبی نے کہا: "کتانی نے بارہ ہزار مرتبہ قرآن ختم کیا ہے اور وہ اولیا میں سے تھے"۔
- بہت سے سلف ہر دس دن میں قرآن ختم کرتے۔ ابن تیمیہ جیل میں ۲۷ مہینے رہے، جس میں انہوں نے اسِّی مرتبہ قرآن ختم کیا اور اکیاسویں بار شروع کر چکے تھے کہ اسے پورا کرنے سے پہلے وفات پاگئے۔
- ہمارے اس زمانے میں بھی بہت سے لوگ ہیں، جو دس دنوں میں یا ایک ہفتہ میں قرآن ختم کرتے ہیں، امام احمد اور بہت سے سلف ہر جمعہ کو ختم کرتے۔ ہمارے معاصر لوگوں میں کچھ لوگ ہر تین دن میں یا ہر دو دن میں ختم کرتے ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے، جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔
- تفسیر اضواء البیان والے شیخ محمد امین شنقیطی کے بارے میں ان کے صاحبزادے شیخ محمد کہتے ہیں: " میں جب کلیہ کے سال دوم میں تھا، اپنے والد رحمہ اللہ کے پاس آیا اور ان سے کہا: کچھ لوگ ایک رات میں قرآن ختم کرنے کو بعید سمجھتے ہیں، انہوں نے کہا: یہ آسان ہے، ایک رات میں قرآن ختم کرنا آسان ہے، حالانکہ وہ خلاف سنت ہے، مگر بہت آسان ہے، پھر انہوں نے فرمایا: "اے میرے بیٹے! اللہ کی قسم، الحمد للہ، طالب علمی کے ابتدائی زمانہ میں مجھ پر کچھ سال گذرے ہیں کہ میں عشا کے بعد قرآن

پڑھنا شروع کرتا اور سحر کا وقت آتے آتے میں قرآن کے آخر میں ہوتا۔

- شیخ عبد الرحمن الدوسری نے کہا: "کسی دن میری آنکھوں میں درد ہونے لگا اور میں ایک نفسیاتی بے چینی اور افسردگی میں مبتلا ہوگیا، تو میں نے اپنے جی میں کہا: اگر میں قرآن حفظ کیے بغیر اندھا ہوگیا تو! اس وقت مجھے قرآن کے سات پارے حفظ تھے، چنانچہ میں نے اپنے آپ کو ۲۱ دنوں تک بند کر لیا، مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے یا قضائے حاجت کے سوا کسی کام کے لیے نہیں نکلتا تھا، پھر میں نے اللہ کے فضل سے پورا قرآن حفظ کر لیا"۔
- شیخ عبد الرحمن بن عبد اللہ العجلان، جو حرم میں مدرس وواعظ تھے، وہ ہر تین دن میں، دو دن میں اور ڈیڑھ دن مین قرآن ختم کرتے۔ ان کا بیشتر وقت تلاوت قرآن میں گذرتا، شیخ ابن عجلان پر رحمت ورضوان کی بارش ہو۔
- بعض سلف کے بارے میں معروف ہے کہ وہ ایک بار ختم کرتے ، جس میں وہ کئی سال لگا دیتے۔ یہ تدبر اور غور وفکر کی تلاوت ہوتی[4]۔
- غزالی اپنی کتاب "احیاء علوم الدین" میں لکھتے ہیں: " سلف میں ایک صاحب کے بارے میں آتا ہے کہ وہ سورہ ہود میں چھ مہینے لگے رہے ، اسے دہراتے رہتے اور اس پر تدبر کرنے سے فارغ نہیں ہوتے اور بعض عارفین نے کہا: میں ہر جمعہ ایک بار ، ہر مہینہ میں ایک بار اورہر سال ایک بار ختم کرتا ہوں اور ایک ختم ایسا بھی ہے جو تیس سال سے جاری ہے اور اس سے میں ابھی تک فارغ نہیں ہوا، یہ قرآن پر تدبر وتعمق کے درجات کے اعتبار سے ہے، وہ یہ بھی کہتے: میں نے اپنے آپ کو پاروں کی جگہ پر رکھا ہے اور میں دن، جمعہ، مہینہ اور سال کے حساب سے عمل کرتا ہوں"۔

إذا قرأ القرآن سالت دموعه... ولا ح على الخدين منه خشوعه
إذا اسود جنح الليل قام مصليا... وقعقع من خوف الإله ضلوعه

"جب وہ قرآن پڑھتا ہے، تو اس کے آنسو بہ پڑتے ہیں اور اس کے دونوں رخساروں پر خشوع طاری ہوجاتی ہے۔

جب رات کا اندھیرا چھا جاتا ہے، تو وہ نماز کے لیے اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور اللہ کے خوف سے اس کے پہلوؤں میں گھن گرج ہوتی ہے"۔

آپ کو ان لوگوں سے تعجب ہوگا جو قصائد، اشعار ، نظریات اور بہت سارے علوم حفظ کر لیتے ہیں، مگر وہ قرآن حفظ نہیں کرتے۔ یہ ایک قسم کی عزائم میں کمی اور بصیرت کی

(4) سیر أعلام النبلاء (۱۱/۱۵۷)

کمزوری ہے، ہم اللہ سے عافیت چاہتے ہیں۔ اے اہل قرآن! قرآن کے ساتھ ہمارا یہ رویہ کیسا ہے؟

"بیشک اللہ کی کتاب سب سے مضبوط سفارشی ہے اور سب سے زیادہ دولت مند ہے جو عطا کرنے والی نوازنے والی ہے۔

وہ سب سے بہتر ہم نشیں ہے جس کی بات سے اکتاہٹ نہیں ہوتی اور اس کے دہرانے سے خوبصورتی بڑھتی ہے

آدمی جب قبر کے اندھیروں میں گھبرایا ہوگا، قرآن اس سے چمکتا ہوا خندہ زن ہوکر ملے گا۔

سو، اے قرآن کے پڑھنے والے! تم اسے مضبوطی سے تھامو اور ہر حال میں اس کی تعظیم وتوقیر کرو"۔

مسئلہ (۵): قرآن حفظ کرنے کا حکم:

اس کے دو حالات ہیں:

۱- پورا قرآن حفظ کرنا، یہ امت کے حق میں فرض کفایہ ہے اور افراد امت کے حق میں مستحب ہے، اس سلسلے میں کئی دلیلیں ہیں، ان میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: **(يقال لصاحب القرآن: اقرأ وارتل ورتل، كما كنت ترتل في الدنيا؛ فإن منزلك عند آخر آية تقرؤها)**" صاحب قرآن سے کہا جائے گا: تم پڑھو، تلاوت کرو اور ترتیل کرتے جاؤ، جیسے تم دنیا میں اس کی ترتیل کیا کرتے تھے، تمہارا مقام وہاں ہے جہاں تم آخری آیت پڑھوگے"۔ (اسے ابو داود اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور اسے حسن قرار دیا ہے)

۲- قرآن کے کچھ حصے کا حفظ کرنا:

اس کے دو حالات ہیں:

ا- مسلمان پر نماز میں جتنا پڑھنا واجب ہے اتنا حفظ کرنا واجب ہے، جیسے سورہ فائحہ، کیوں کہ جس کے بغیر واجب ادا نہیں ہوتا ہے وہ بھی واجب ہے۔

ب- اس سے زیادہ حفظ کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ (٦): قرآن پڑھنے کے لیے طہارت کا حکم:

اس کے کئی حالات ہیں:

أ- قرآن پڑھنے کے لیے طہارت کی شرط۔

اس کے دو حالات ہیں:

پہلی حالت: حدث اکبر سے پاک ہونا شرط ہے، اس لیے جنبی کے لیے قرآن پڑھنا جائز نہیں ہے اور اس پر چاروں ائمہ کا اتفاق ہے، مگر حیض ونفاس والی عورت کے حق میں صواب سے قریب تر قول یہ ہے کہ جائز ہے، یہی مالکیہ کا مسلک ہے اور امام احمد سے یہ مروی ہے،اگر حیض اور نفاس والی عورت کے لیے قرآن پڑھنا جائز نہیں ہوتا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو عام اور واضح بیان فرما دیتے، تاکہ کسی سے مخفی نہ رہ جائے۔ جبکہ حیض اور نفاس والی عورتوں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے گھر قریب قریب خالی نہیں ہوتے تھے۔ اسے جنبی پر قیاس نہیں کیا جاسکتا ہے، کیوں کہ ان دونوں میں فرق ہے اور حیض ونفاس کی مدت لمبی ہوتی ہے، اور رہی بات اس حدیث کی کہ "حیض والی عورت اور جنبی قرآن میں سے کچھ بھی نہ پڑھے"، تو یہ اہل علم کے نزدیک ضعیف ہے۔

دوسری حالت: حدث اصغر سے پاک ہونا، یہ قرآن پڑھنے کے لیے شرط نہیں ہے، اس پر اجماع نقل کیا گیا ہے۔

ب- بغیر حائل کے قرآن چھونے کے لیے طہارت کی شرط۔

بغیر طہارت کے قرآن کا چھونا علی الاطلاق جائز نہیں ہے، یہ چاروں ائمہ کا مسلک ہے اور اس پر اجماع نقل کیا گیا ہے، اس کی دلیل یہ حدیث ہے: **(لا یمس القرآن إلا طاهر)** "قرآن کو صرف پاک شخص ہی چھوئے" - (اسے عبد الرزاق اور مالک نے روایت کیا ہے) اور یہ صحابہ کی ایک جماعت کا مسلک ہے، جس کا کوئی مخالف نہیں، سو یہ اجماع ٹھہرا۔

مسئلہ (۷): استحاضہ والی عورت کے لیے قرآن پڑھنے اور چھونے کا حکم:

استحاضہ والی عورت کا حکم وہی ہے جو حدث اصغر میں مبتلا شخص کا حکم ہے، امام نووی نے اپنی کتاب "تبیان" میں یہی کہا ہے۔

مسئلہ (۸):

حیض والی عورت اور جنبی کے لیے جائز ہے کہ قرآن کا تلفظ کیے بغیر اسے اپنے دل میں پڑھیں اور یہ بھی جائز ہے کہ وہ مصحف میں دیکھیں اور دل میں دہرائیں، جیساکہ امام نووی نے کہا ہے۔

مسئلہ (۹):

الکٹرانک آلات سے قرآن پڑھنے کے لیے طہارت واجب نہیں ہے، کیوں کہ حقیقت میں وہ مصحف نہیں ہے ، چنانچہ اس چھونے کا اعتبار نہیں۔

مسئلہ (۱۰):

پچھلے سبب کی بنیاد پر جو شخص بریل پر قرآن پڑھے، اس کے لیے بھی طہارت واجب نہیں ہے، کیوں کہ بریل مصحف اشارات سے عبارت ہے اور ترجمہ کے مشابہ ہے، اسے بطور مجاز مصحف کہ دیا جاتا ہے۔ عصر حاضر کے بعض علما نے اسے مصحف کا حکم دیا ہے، لیکن یہ محل نظر ہے، کیوں کہ یہ ترجمہ کی طرح ہے اور اس میں عربی حروف نہیں ہیں۔

مسئلہ (۱۱):

تعلیم کی خاطر چھوٹے بچوں کے قرآن چھونے کے لیے طہارت واجب نہیں ہے، یہی جمہور کا مسلک ہے، کیوں کہ اس میں مشقت وحرج ہے اور اس سے احتراز کرنا مشکل ہے، نیز اس میں بچوں کے لیے قرآن کے حفظ کو آسان بنانا ہے۔

مسئلہ (۱۲)

حدث اکبر یا حدث اصغر میں مبتلا شخص کے لیے ترجمہ والے مصحف کو چھونا جائز ہے، یہ مالکیہ کا مسلک ہے اور شافعیہ وحنابلہ کے مسلک کا راجح قول ہے، کیوں کہ مترجم مصحف پر بالاجماع قرآن کا اطلاق نہیں ہوتا ہے، جیسا کہ نووی رحمہ اللہ نے کہا ہے۔

مسئلہ (۱۳):

بلا وضو قرآن کو کسی کاغذ یا تعلیمی تختی پر لکھنا جائز ہے۔ یہ مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کا مسلک ہے، کیو ں کہ لکھنے کو چھونا نہیں کہا جاتا ہے، اس لیے کہ براہ راست لکھنے والا قلم ہوتا ہے۔

مسئلہ (۱۴): بے وضو شخص کا ضرورت کے لیے قرآن چھونے کا حکم:

جیسے اسے ڈر ہو کہ قرآن کو گندگی لگ جائے گی یا جل جائے گا، تو یہ جائز ہے، اس کی صراحت مالکیہ اور شافعیہ نے قائدہ "ضرورتیں ممنوع چیزوں کو جائز کردیتی ہیں" کے تحت کی ہے۔

مسئلہ (۱۵):

قضائے حاجت کی جگہ میں قرآن پڑھنا حرام ہے، یہ مالکیہ اور بعض حنابلہ کا مسلک ہے، کیوں کہ ایسی جگہ قرآن پڑھنا قرآن کی توہین ہے اور یہ گندگی اور شیاطین کی جگہ ہے، اس لیے یہ حرام ہے اور تعظیم کے منافی ہے۔

مسئلہ (١٦) :

بیت الخلا میں مصحف یا مصحف کا کوئی حصہ لے کر داخل ہونا حرام ہے۔ یہ بعض مالکیہ اور حنابلہ کا مسلک ہے، اس کا سبب وہی ہے جو پچھلے مسئلہ میں گذر چکا ہے۔

مسئلہ (١٧): حمام میں قرآن پڑھنے کا حکم:

حمام سے مراد: غسل کرنے کی جگہ ہے، قضائے حاجت کی جگہ نہیں جیسا کہ بہت سے لوگ کہتے ہیں، کیوں کہ پہلے زمانہ میں دونوں ایک دوسرے سے الگ ہوتے تھے اور آج بھی بعض ملکوں میں ایسے ہی موجود ہیں۔ اس میں راجح قول جواز کا ہے ، اس کے جواز میں کوئی مانع نہیں ہے۔ یہ مالکیہ وشافعیہ کا مسلک ہے اور حنابلہ کے یہاں ایک روایت ہے۔

مسئلہ (١٨): حمام میں رہ کر قرآن سننے کا حکم:

اگر قرآن کی قراءت باہر ہو اور حمام میں سنا جائے، تو یہ جائز ہے، اس لیے کہ کوئی مانع نہیں ہے،ابن رجب نے طبقات میں نقل کیا ہے کہ مجد ابن تیمیہ جب بیت الخلا میں داخل ہوتے ، تو اپنے پوتے سے کہتے: میرے لیے کتاب پڑھو اور آواز اونچی کر کے پڑھو تاکہ میں سن سکوں۔

مسئلہ (١٩): بے وضو شخص کے لیے ایسی کتاب کے چھونے کا حکم جس میں قرآن ہو جیسے کتب تفسیر: اس سلسلے میں اکثر کا حکم ہوگا، سو اگر اکثر حصہ تفسیر کا ہو، تو چھونا جائز ہے اوراگر اکثر حصہ قرآن کا ہو، تو حرام ہے، یہ شافعیہ کا مذہب ہے، کیوں کہ حکم غالب کا ہوگا اور قائدہ ہے: **(يثبت تبعا ما لا يثبت استقلالا)** یعنی: جو چیز مستقل ہونے کی صورت میں ثابت نہیں ہوتی وہ کسی دوسری چیز کے ساتھ ہونے کی صورت میں ثابت ہوگی۔

مسئلہ (٢٠):

کافر کا مصحف چھونا بالاجماع جائز نہیں ہے، ہاں، اگر اس کے مسلمان ہونے کی امید ہو , تو اس کے لیے مترجم مصحف چھونا جائز ہے، ۔

مسئلہ (۲۱) جنبی اور حیض والی عورت کے لیے اذکار پڑھنے کا حکم:

اس کی دو حالتیں ہیں:

پہلی حالت: ایسا ذکر جس میں قرآن شامل نہ ہو، تو یہ حیض اور نفاس والی عورت کے لیے بالاجماع جائز ہے، اسے نووی نے نقل کیا ہے اور ابن تیمیہ نے اسے جنبی کے لیے مکروہ کہا ہے حیض والی عورت کے لیے نہیں ۔ حدیث میں آیا ہے: **(كان رسول الله يذكر الله على كل أحيانه)** "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت ذکر کیا کرتے". (اسے مسلم نے روایت کیا ہے)

دوسری حالت: ایسا ذکر جس میں قرآن کی آیت ہو، تو یہ مطلقا حیض والی عورت کے لیے جائز ہے اور جنبی کے لیے بغرض تعوذ، دم اور استدلال جائز ہے، حرج ومشقت کو دور کرنے کے لیے۔ یہ مالکیہ کا مسلک ہے۔

مسئلہ (۲۲): مصحف چھونے کا حکم:

مصحف سے کیا مراد ہے؟

ا- جو لکھا ہوا ہو : اسے بالاتفاق مصحف کہاجاتا ہے، اس لیے بے وضو شخص کے لیے اس کا چھونا بالاتفاق جائز نہیں ہے، کیوں کہ ممانعت ہر اس چیز کے چھونے کی ہے جس کا نام مصحف ہو۔

ب- وہ جلد جس میں قرآن ہو، کیا بے وضو شخص اسے چھو سکتا ہے؟

اگر حائل متصل ہو جیسے جلد، تو چھونا جائز نہیں ہے اور اگر الگ ہو، تو جائز ہے۔ یہ حنفیہ اور حنابلہ کا مذہب ہے، کیوں کہ کسی چیز کا جو حکم ہوگا وہی حکم اس سے متصل چیز کا ہوگا اور جو چیز مستقل ہونے کی صورت میں ثابت نہیں ہوتی وہ کسی چیز کےساتھ ہونے کی صورت میں ثابت ہوگی اور جو مصحف سے الگ ہو اسے مصحف شمار نہیں کیا جاتا ہے۔

چھونے میں کس چیز کا اعتبار ہوگا؟

اس کی دو حالتیں ہیں:

۱- ہاتھ اور جسم کے کسی بھی عضو سے چھونے کو بالاجماع چھونا کہاجاتا ہے[5]۔

۲- بے وضو کا کسی حائل، جیسےلکڑی یا آستین سے قرآن چھونا جائز ہے، کیوں کہ یہ براہ راست قرآن کا چھونا نہیں ہے۔

(5) حکم بن عتبہ اور حماد بن ابی سلیمان کی رائے میں ہتھیلی کی پشت اور بدن کے باقی حصوں سے چھونا جائز ہے، صرف ہتھیلی کے باطن حصہ سے چھونا حرام ہے۔

استعاذہ اور بسملہ کے احکام

مسئلہ (۲۴):

قرآن پڑھتے وقت استعاذہ کرنا (أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہنا) مستحب ہے۔ یہ چاروں ائمہ کا مسلک ہے۔

مسئلہ (۲۵): کیا نماز کے علاوہ دوسری جگہوں میں استعاذہ جہری ہوگا یہ سری؟

مسئلہ میں وسعت ہے، جہری اور سری دونوں جائز ہے۔

مسئلہ (۲٦) اگر تلاوت روک دے اور پھر دوبارہ تلاوت کرے، تو کیا استعاذہ دوبارہ کرے گا؟

صواب سے قریب تر قول یہ ہے کہ اگر کسی عذر سے تلاوت روکے اور پھر سے تلاوت کرنے کی نیت ہو اور فاصلہ لمبا نہ ہو، تو استعاذہ دوبارہ کرے گا، یہ شافعیہ اور حنابلہ کا مسلک ہے، کیوں کہ حکماً تلاوت منقطع نہیں ہوئی ہے۔

مسئلہ (۲۷):

درج ذیل استعاذہ کے الفاظ قرآن کی آیت نہیں ہیں، ایسا ابن عطیہ وغیرہ نے نقل کیا ہے۔

مسئلہ (۲۸): استعاذہ کے الفاظ:

۱۔أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔

۲۔ أعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم ۔

۳۔ أعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم من همزه ونفخه ونفثه۔

ہمز یعنی: گلا گھونٹنا، نفخ یعنی: تکبر اور نفث یعنی: شعر۔

یہ تمام الفاظ وصیغے صحیح ہیں، ان میں سے کسی سے بھی استعاذہ کرے جائز ہے۔

مسئلہ (۲۹): کیا ہر سورہ کے شروع میں استعاذہ کرے؟

بالاجماع استعاذہ نہیں کرے گا، کیوں کہ قرآن کی آیت میں اس کا حکم نہیں ہے۔

مسئلہ (۳۰): کیا بسملہ قرآن کی آیت ہے؟

ہاں، قرآن کی مستقل آیت ہے، لیکن سورتوں کا حصہ نہیں ہے، بلکہ سورتوں کے مابین فاصلہ کے طور پر رکھا گیا ہے، یہ حنابلہ، طبری اور ابن خزیمہ کا مسلک ہے، اس کی دلیل حدیث قدسی ہے: **(قال الله تعالى: قسمت الصلاة بيني وبين عبدى نصفين، ولعبدى ما سأل، فإذا قال العبد: {الحمد لله رب العالمين} قال الله تعالى: حمدني عبدي، وإذا قال: {الرحمن الرحيم} قال الله تعالى: أثنى علي عبدي،...)** "اللہ تعالی نے فرمایا: میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان دو حصوں میں بانٹ دیا ہے اور میرے بندے کے لیے وہ کچھ ہے جو وہ مانگے، جب بندہ کہتا ہے: **{الحمد لله رب العالمين}**، اللہ تعالی فرماتا ہے: میرے بندے نے میری حمد بیان کی ہے، جب وہ کہتا ہے: **{الرحمن الرحيم}** ، تو اللہ تعالی کہتا ہے: میرے بندے نے میری تعریف کی ہے...". (اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

دیکھیے اس میں بسملہ کو ذکر نہیں کیا گیا ہے اور قرآن میں اس کے رکھے جانے پر صحابہ کا اجماع ہے۔

مسئلہ (۳۱): درمیان سورہ سے پڑھتے وقت بسلمہ کہنے کا حکم:

اس میں وسعت ہے،اگر بسملہ پڑھ لے تو بھی جائز اور اگر استعاذہ پر اکتفا کرے، تو بھی جائز ہے، جبکہ اصل یہ ہے کہ سورہ کے شروع میں بسملہ ہو تاکہ دوسری سورہ سے الگ کیا جاسکے۔

مسئلہ (۳۲):

ہر سورہ کے آغاز میں بسلمہ کو دہرانا بالاتفاق مستحب ہے۔

مسئلہ (۳۳): سورہ توبہ کے شروع میں بسملہ کیوں نہیں پڑھا جاتا ہے؟

جواب: اس لیے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے مصحف امام (مصحف عثمانی) کے اندر اس سورہ کے شروع میں بسملہ نہیں لکھا ہے، انہوں نے اس میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی اقتدا کی، ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں: میں نے عثمان بن عفان سے پوچھا: کیا وجہ ہے کہ آپ نے سورہ انفال کو لیا جو کہ مثانی میں سے ہے اور سورہ براءۃ کو لیا جو کہ مئین میں سے ہے اور دونوں کو ایک ساتھ ملا دیا ،ان کے بیچ "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کی سطر نہیں لکھی اور ان دونوں کو سات لمبی سورتوں میں شامل کردیا، آپ نے ایسا کیوں کیا؟ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وقت گذرتا اور آپ پر متعدد سورتیں نازل ہوتیں، جب آپ پر کچھ آیات نازل ہوتیں، تو اپنے بعض کاتبوں کو بلاتے اور فرماتے: تم ان آیات کو اس سورہ میں رکھو جس میں ایسا

ویسا ذکر کیا گیا ہے" اور جب کوئی آیت نازل ہوتی تو فرماتے: "اس آیت کو اس سورہ میں رکھو جس میں ایسا ویسا ذکر کیا گیا ہے"، سورۃ الانفال مدینہ میں پہلے نازل ہونے والی سورتوں میں سے ہے اور سورۃ البراءۃ آخر میں نازل ہونے والی سورتوں میں سے ہے اور دونوں کے قصے ایک دوسرے سے مشابہ ہیں، اس لیے مجھے خیال آیا کہ وہ اس میں سے ہے، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم اس دنیا سے رخصت ہوگئے اور ہمیں نہیں بتایا کہ وہ اس میں سے ہے، اس لیے میں نے ان دونوں کو ایک ساتھ ملا دیا اور ان کے درمیان "بسم اللہ الرحمن الرحیم " کی سطر نہیں لکھی اور اسے سات لمبی سورتوں میں شامل کردیا"۔ (اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن کہا ہے) اس مسئلہ میں کئی اقوال ہیں، ان کی ضرورت محسوس نہ ہونے کی وجہ سے یہاں ان کا ذکر نہیں کیا ۔

مسئلہ (۳۴): قراءت کی قسمیں:

- **پہلی قسم:** قراءت کی طاقت رکھنے والے کی قلبی قراءت:

اس سے مراد یہ ہے کہ قراءت کی طاقت رکھنے والا زبان اور ہونٹوں کو ہلائے بغیر گونگے کی طرح صرف آنکھ اور دل سے قراءت کرے۔اہل علم کا اتفاق ہے کہ یہ نہ قراءت ہے اور نہ اس پر قراءت کا ثواب ملے گا۔ برزلی مالکی نے اجماع نقل کیا ہے کہ اگر کوئی قسم کھائے کہ وہ قرآن نہیں پڑھے گا اور پھر دل سے پڑھے ، تو اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی ۔اور اس پر بھی اجماع ہے کہ جنبی کے لیے زبان کے بغیر دل سے قرآن پڑھنا جائز ہے۔اس میں اس بات کی دلالت ہے کہ اسے زبان سے پڑھنے والا نہیں کہا جائے گا، کیوں کہ جنبی کے لیے قراءت کی ممانعت ہے، بلکہ یہ کہا جائے گا کہ اس نے دل سے قرآن پڑھا اور دل کی قراءت تدبر اور غور وفکر کی قراءت ہے، جیسے شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے کہا ہے، یہ دل کے اعمال میں سے شمار کیا جائے گااور اس پر اسے اجر ملے گا، لیکن اس پر خصوصی قراءت کا اجر نہیں ملے گا ۔ لغت، شریعت اور عرف میں قراءت کی حقیقت یہ ہے کہ زبان اور ہونٹوں کو ہلایا جائے۔ اس لیے شریعت کے احکام جیسے: اسلام میں داخل ہونا اور اس سے نکلنا، نماز میں تکبیرات، قراءت اور اذکار، نکاح وطلاق، تہمت لگانا، قسم ونذر اور اذکار وغیرہ، غالبا ان سب کے اثرات تلفظ پر اور کبھی کبھی انجام دینے پر مرتب ہوتے ہیں ۔ تلفظ زبان کو ہلائے بغیر نہیں ہوسکتا ہے اور زبان کو ہلائے بغیر جو ادا ہو، وہ یا تو دل کی بات ہے، یا محض نیت ہے، جس کے ساتھ قول یا فعل نہ ہو۔

اس کے دلائل:

۱-صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوتی تو آپ اپنی زبان کو حرکتے دیتے(راوی سفیان نے اس کی کیفیت بیان

کی) آپ اسے حفظ کرنا چاہتے تھے، چنانچہ اللہ تعالی نے نازل فرمایا: { لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ } "(اے نبی) آپ قرآن کو جلدی (یاد کرنے) کے لیے اپنی زبان کو حرکت نہ دیں"۔ (القیامہ:١٦)

٢-امام بخای نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ خباب رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر میں قراءت کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں، ہم نے پوچھا: آپ لوگ یہ کیسے پہچان پاتے؟ انہوں نے کہا: اس وقت آپ کی داڑھی ہلتی۔

٣- امام بخاری نے ابو ہریرہ سے تعلیقاً روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی نے فرمایا: "میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں، جب وہ میرا ذکر کرتا ہے اورذکر کے ساتھ اس کے ہونٹ ہلتے ہیں"۔ (اسے ابن ماجہ نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے)

٤- ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے کتاب اللہ سے ایک حرف پڑھا، اس کے بدلے اس کے لیے ایک نیکی ہے اور نیکی کو دس گنا بڑھا کر دیا جاتا ہے، میں نہیں کہتا ہوں: الم ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف، لام ایک حرف اور میم ایک حرف ہے"۔ (اسے ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہے)

٥- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بیشک اللہ نے میری امت سے وہ بات معاف کردی ہے جو اس کا نفس کہے، جب تک اس پر عمل نہ کرے یا اسے زبان پر نہ لائے"۔ قتادہ نے کہا: جب اپنے نفس میں دہرائے، تو وہ کچھ نہیں ہے۔ (اسے بخاری نے روایت کیا ہے)

دیکھیے آپ نے دل کی بات اور کلام میں فرق کیا ہے اور بتایا کہ اس کی گرفت نہیں ہوگی جب تک اسے زبان سے ادا نہ کرے، اس پر علما کا اتفاق ہے، پتہ چلا کہ لغت میں اسی کو کلام کہا جاتا ہے، کیوں کہ شارع نے ہمیں عرب کی زبان میں مخاطب کیا ہے، جیساکہ ابن ابی العز نے شرح طحاویہ میں کہا ہے۔

حدیث کے اندر تین قسمیں ہیں: قول، فعل اور حدیث نفس اور یہ صحیح نہیں ہے کہ کسی شے کا قسیم اس کا حصہ ہو، جیساکہ اہل منطق کہتے ہیں۔

پتہ چلا کہ دل کی قراءت کو قراءت نہیں کہا جائے گا، بلکہ وہ صرف تدبر وغور وفکر ہے، اس لیے جنبی وغیرہ اگر دل میں تدبر وغور وفکر کرے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

دوسری قسم: زبان سے قراءت:

یعنی آدمی پڑھے اور اپنی زبان اور ہونٹوں کو حرکت دے، لیکن ضروری نہیں کہ اپنے آپ کو سنائے، یہ حنفیہ کا قول اور مالکیہ کا مسلک ہے ، یہی حنابلہ کا ایک قول ہے، کیوں کہ مشروع اور معتبر وہ ہے جو کہا جائے اور زبان سے ادا کیا جائے، رہی بات سنانے کی، تو یہ اضافی چیز ہے اور اس کے لیے دلیل کی ضرورت ہے۔

تیسری قسم: مجبور کے لیے دل میں قراءت:

جیسے گونگا، تو وہ کیا کرے؟

جواب: وہ اپنے دل میں پڑھے اور زبان کو نہ ہلائے، یہ حنفیہ اور حنابلہ کا مسلک ہے، کیوں کہ اس کے زبان ہلانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے اوراسے لازم کرنے کے لیے دلیل کی ضرورت ہے، نیز زبان کو ہلانا تلفظ کا وسیلہ ہے بس، مقصود بالذات نہیں اور مجبوری کے وقت واجب ساقط ہوجاتا ہے، اللہ نے فرمایا: {لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا} "اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا"۔ (البقرہ: ۲۸۶)

مسئلہ (۳۵): قرآن سے فال نکالنا:

جیسے آدمی کوئی کام کرنا چاہے اور کسی بھی سورہ کو کھولے،اگر ایسی جگہ کھلے جس میں رحمت، خیر اور اقدام کی بات ہے، تو آگے بڑھے، اگر ایسی جگہ کھلے جس میں تنبیہ وانذار وغیرہ ہے، تو پیچھے ہٹ جائے۔ یہ بدعت محرمہ ہے اور یہی علمائے مالکیہ کی ایک جماعت جیسے ابن العربی وقرافی کا قول ہے، کیوں کہ ایسا کرنا نہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، نہ صحابہ سے نہ سلف سے اور قرآن تو تعبد اور تفکر کے لیے نازل ہوا ہے، ایسے کام کے لیے نہیں۔

مسئلہ (۳۶):

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ نماز سے باہر قرآن کا پڑھنا اس کے سننے سے افضل ہے۔

مسئلہ (۳۷): کیا سننے والے کو قاری کے برابر اجر ملے گا؟

مجھے اس کی کوئی دلیل نہیں ملی، گرچہ بعض فقہا اس کے قائل رہے ہیں، تاہم ان دونوں میں سے ہر ایک کے لیے مستقل اجر ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے: {وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ } "اور جب قرآن پڑھا جایا کرے تو اس

کی طرف کان لگا دیا کرو اور خاموش رہا کرو امید ہے کہ تم پر رحمت ہو"۔ (الاعراف: ٢٠٤)

مسئلہ (٣٨):

براہ راست قراءت سننے یا جدید وسائل جیسے ریڈیو وغیرہ سے بھی سننے کا ثواب حاصل ہوگا، اس کے لیے کہ اس سے بھی سننے کا مقصد حاصل ہوتا ہے۔

مسئلہ (٣٩) : قرآن کی جہری قراءت افضل ہے یا سری قراءت ؟

دونوں کے بارے میں نصوص وارد ہوئے ہیں اور ان میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ بندہ یہ دیکھے کہ کس میں دل کی مصلحت اور فائدہ ہے اور کس میں دوسروں کی مصلحت اور فائدہ ہے، جیسے تعلیم وتذکیر وغیرہ کے لیے ہو، اگر دونوں حالات برابر ہوں اور جہری قراءت کو ترجیح دینے والا کوئی سبب نہ پایا جائے، تو عبادات میں اصل سری قراءت ہے، کیوں کہ اس سے اخلاص زیادہ پیدا ہوتا ہے اور ریا کاری سے دوری حاصل ہوتی ہے۔

سیوطی رحمہ اللہ نے "قوت المغتذی" میں لکھا ہے: "علما نے کہا: ان میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ سری قراءت ریاکاری سے زیادہ دور ہوتی ہے، اس لیے یہ اس شخص کے حق میں زیادہ افضل ہے جسے ریا کا ڈر ہو، اگر اسے ریا کا ڈر نہ ہو، تو جہری قراءت افضل ہے، بشرطیکہ دوسروں کو جیسے نمازی، یا سونے والے وغیرہ کو اس سے تکلیف نہ پہنچائے۔

مسئلہ (٤٠):

اگر مسجد وغیرہ میں بلند آواز سے قرآن پڑھنے سے نمازیوں یا دوسرے قراء کو تشویش ہو، تو یہ حرام ہے، اس کی صراحت حنفیہ ، مالکیہ ، شافعیہ اور حنابلہ نے کی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **(لا يجهر بعضكم على بعض في القرآن)** " تم میں سے کوئی کسی پر بلند آواز سے قرآن نہ پڑھے"۔ (اسے نسائی نے روایت کیا ہے)

اور ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: **(اعتكف رسول الله صلى الله عليه وسلم في المسجد، فسمعهم يجهرون بالقراءة، فكشف الستر، فقال: ألا إن كلكم مناجٍ ربه، فلا يؤذين بعضكم بعضا، لا يرفع بعضكم على بعض في القراءة، أو قال: في الصلاة)** "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں اعتکاف فرما تھے کہ آپ نے لوگوں کو بلند آواز سے قراءت کرتے ہوئے سنا، تو آپ نے پردہ ہٹا کر فرمایا: سنو، تم میں کا ہر کوئی اپنے رب سے سرگوشی کرنے والا ہے، اس لیے کوئی کسی کو تکلیف نہ پہنچائے اور قراءت یا نماز میں آواز کو

بلند نہ کرے"۔ (اسے ابو داود نے روایت کیا ہے اور نووی اور ابن حجر نے صحیح کہا ہے)

مسئلہ (۴۱): قرآن رات میں پڑھنا افضل ہے یا دن میں ؟

جواب: رات کی قراءت افضل ہے، کیوں کہ اس وقت پڑھنے میں دل جمعی زیادہ ہوتی ہے اور بندہ مصروفیات، مشغولیات اور ضروریات زندگی سے دور اور ریاکاری اوردوسرے تباہ کن کاموں سے محفوظ رہتا ہے، نیز شریعت نے رات میں بھلائی کے کام کرنے پر ابھارا ہے، جیساکہ نووی نے کہا ہے اور یہ بات بھی ہے کہ رات کی نماز افضل ہے، حدیث میں آیا ہے: **(فإن قراءة آخر الليل محضورة، فذلك أفضل)** " رات کے آخری پہر کی قراءت میں حاضری دی جاتی ہے، اس لیے وہ افضل ہے"۔ (اسے مسلم نے روایت کیا ہے)

اگر کوئی پوچھے کہ کیا رمضان اور غیر رمضان میں کوئی فرق نہیں ہے؟

تو جواب یہ ہے کہ فرق کا احتمال ہے، اس لیے کہ رمضان میں دن کو روزہ کی وجہ سے فضیلت حاصل ہے، یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ رمضان میں رات افضل ہے، کیوں کہ اس میں قیام ہے اور رات ہی میں جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرآن کا مذاکرہ کیا تھا، نیز یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ حالات اور اشخاص کے اختلاف کی بنیاد پر حکم مختلف ہوگا۔

مصحف کے احکام

مسئلہ (۴۲): مصحف کو تکیہ بنانے کا حکم:

اس کی دو حالتیں ہیں:

ا- اگر ارادہ توہین کا ہو، تو ایسا کرنا بالاجماع حرام اور کفر ہے، رہی بات ایسا کرنے والے کی، تو اس کی حالت جاننا ضروری ہے کہ وہ اس معاملہ میں عالم ہے یا جاہل وغیرہ وغیرہ۔

ب- اگر کسی ضرورت کے لیے ایسا کرے، جیسے اس کے آلودہ ہونے، یا چوری ہونے کا ڈر ہو، یا کسی معتبر سبب سے اسے چھپانے کے لیے ایسا کرے، تو یہ جائز ہے۔

ج- اگر ارادہ توہین کا نہ ہو، تو یہ حرام ہے، یہ حنفیہ ، شافعیہ اور حنابلہ کا مسلک ہے، کیوں کہ اس میں توہین کا احتمال ہے، اس لیے اس احتمال کو ختم کرنے اور تحقیر کے ذرائع کو روکنے کے لیے حرام قرار دیا گیا ہے۔

مسئلہ (۴۳):

مصحف پر ٹیک لگانا حرام ہے، یہ حنابلہ کا مسلک ہے، اس کا سبب پچھلے مسئلہ میں گذر چکا ہے۔

مسئلہ (۴۴):

بعض فقہا نے صراحت کی ہے کہ مصحف کی تعظیم اور احترام کے لیے اس کا لین دین دائیں ہاتھ سے کیا جائے۔

مسئلہ (۴۵): مصحف کے اوپر بیٹھنا:

اس کی دو حالتیں ہیں:

ا- براہ راست مصحف پر بیٹھے، اس کی حرمت پر کسی کا کلام نہیں ہے ، اگر اس کی توہین کے ارادہ سے بیٹھے تو ایسا کرنا کفر ہے۔

ب- بالواسطہ بیٹھے، جیسے ایسے صندوق پر بیٹھے، جس میں مصحف ہو، تو یہ مکروہ ہے، بعض حنفیہ نے اس کی صراحت کی ہے، کیوں کہ یہ قرآن کی تعظیم کے خلاف ہے۔

مسئلہ (۴٦):

اہل علم کا اجماع ہے کہ مصحف کی تعظیم وتوقیر اور احترام واجب ہے، کیوں کہ وہ اللہ کا کلام ہے۔

مسئلہ (۴۷):

اہل علم کا اجماع ہے کہ کسی بھی طریقہ سے مصحف کی توہین حرام ہے، جیسے اسے روندنا، گندگیوں میں ڈالنا، اسے گندا کرنا اور اس پر پیر رکھنا، بلکہ بعض شکلوں میں بالاتفاق کفر نقل کیا گیا ہے۔

مسئلہ (۴۸): مصحف کو جلانا:

اس کے کئی حالات ہیں:

ا- اگر توہین کرنا چاہے، تو یہ بالاتفاق حرام ہے، بلکہ بعض نے یہ کفر وارتداد قرار دیا ہے۔

ب- اگر کسی مصلحت کے لیے ہو، جیسے بوسیدہ اور پھٹا پرانا مصحف، تو یہ جائز ہے، یہ فقہا کی ایک جماعت کا مسلک ہے، جیسے عثمان رضی اللہ عنہ نے مصلحت کے لیے یہ کیا۔ (اسے بخاری نے روایت کیا ہے)

مسئلہ (۴۹):

علما میں ضرورت کے تحت قرآن کو ضائع کرنے کے سلسلے میں اختلاف ہے، جیسے وہ پھٹ جائے یا بوسیدہ جائے اور اس کے حروف نظر نہ آئیں، یا اس جیسا کوئی مسئلہ ہو۔

پہلا قول: اسے دفن کردیا جائے، جلایا نہ جائے، یہ حنفیہ وحنابلہ کا مسلک ہے اورنخعی اور عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے، لیکن صحیح نہیں ہے۔

دوسرا قول: اسے دھل دیا جائے، اگر اس کے حروف کو مٹانا ممکن ہو، اگر ممکن نہ ہو تو اسے جلادیا جائے، یہ بعض حنفیہ ، بعض مالکیہ اور شافعیہ کا مسلک ہے اور حنابلہ کے یہاں ایک روایت ہے۔

راجح: مسئلہ میں وسعت ہے، مذکورہ طریقوں میں سے کسی بھی طریقہ سے مقصد حاصل ہوجائے، جائز ہے۔

مسئلہ (۵۰) :

مصحف کو بوسہ دینے کے سلسلے میں علما کا اختلاف ہے۔

اس میں راجح قول یہ ہے کہ جائز ہے، یہ حنفیہ کی ایک جماعت کا مسلک ہے اور حنبلی مذہب میں ایک روایت ہے اور یہی مذہب ہے۔

اس میں ایک طرح کی تعظیم ومحبت ہے، یہ عثمان وابن عمر رضی اللہ عنہم اورعکرمہ سے منقول ہے، اسے دارمی نے روایت کیا ہے اور امام احمد نے ذکر کیا ہے، جسے نووی نے صحیح کہا ہے۔

مسئلہ (۵۱):

مصحف کو بیچنا جائز ہے، یہ حنفیہ اور مالکیہ کا مسلک ہے، نیز یہ شافعیہ کے یہاں ایک صورت ہے اور حنابلہ کے یہاں ایک روایت ہے، کیوں کہ اصل اباحت ہے اور اس کی ضرورت بھی ہے نیز اس کے عام ہونے کا بڑا سبب بھی ہے اور اس لیے بھی کہ فروخت تو کاغذ اور روشنائی کی ہوتی ہے، کلام اللہ کی نہیں۔

مسئلہ (۵۲):

گذشتہ مسئلہ پر الکٹرانک مصحف اور اس جیسے مصحف کی خرید وفروخت کو قیاس کیا جائے گا۔

مسئلہ (۵۳): مصاحف کی طباعت اور پروگرام تیار کرنے کے لیے زکاۃ دینے کا حکم:

یہ مسئلہ ایک مشہور مسئلہ پر موقوف ہے کہ "فی سبیل اللہ" جہاد کے لیے خاص لفظ ہے، یا ہر اس کام کے لیے عام ہےجس سے اسلام کی خدمت ہو؟

زیادہ صحیح یہ ہے کہ اقوال میں تطبیق کی صورت پیدا کئی جائے، وہ یوں کہ زکاۃ کا مال اس صورت میں دعوت کے کاموں میں لگایا جائے کہ وہ رک جائیں اور زکاۃ کے علاوہ دوسرا مال نہ ہو، لیکن سؤال یہ ہے کہ کیا یہ سبیل اللہ کے باب سے ہے یا ضرورت کے باب سے؟ تو دونوں باتیں کہی گئی ہیں۔

مسئلہ (۵۴):

مصحف کو کرایہ پر دینا جائز ہے، یہ مالکیہ اور شافعیہ کا مسلک ہے اور حنابلہ کے یہاں ایک روایت ہے، کیوں کہ ممانعت کی کوئی صحیح صریح دلیل نہیں ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ جب اس کا بیچنا جائز ہے تو کرایہ پر دینا بھی جائز ہے۔

مسئلہ (۵۵): کیا مصحف کو کئی الگ الگ پاروں میں بانٹنا جائز ہے؟

جواب: ہاں، جائز ہے، یہ امام احمد کا مسلک ہے، اسے ان کے صاحبزادے صالح نے اپنے مسائل میں نقل کیا ہے، کیوں کہ اس کا کوئی منفی اثر نہیں، بلکہ یہ طریقہ اٹھانے اور حفظ کرنے کے لیے زیادہ آسان ہے۔

مسئلہ (۵٦): قبر میں مصحف کو داخل کرنے کا حکم:

یہ بدعت ہے اور جائز نہیں ہے، کیوں کہ اس سے میت کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا ہے، بلکہ اس کے لیے اس کا نیک عمل ہی فائدہ مند ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ اس کی وجہ سے مصحف میت کی پیپ وغیرہ سے آلودہ ہوگا، یہی حکم کفن پر قرآن کی آیات لکھنے کا بھی ہے، اگر یہ خیر ہوتا تو سلف اس میں ہم سے سبقت لے جاتے۔

مسئلہ (۵۷): کیا مصحف کو وراثت میں دیا جاسکتا ہے؟

یہ جائز ہے، یہ جمہور فقہا کا مسلک ہے، حدیث میں آیا ہے: **(أو ورَّث مصحفا)** "یا وراثت میں مصحف دے". (اسے ابو داود نے مصاحف میں روایت کیا ہے)

مسئلہ (۵۸): کیا دوسرے کے مصحف میں پڑھنے کے لیے اس کےمالک سے اجازت لی جائے گی؟

بغیر اجازت کے پڑھنا جائز نہیں ہے، گرچہ اس میں کوئی نقصان نہیں ہے، یہ شافعیہ اور حنابلہ کا مسلک ہے، کیوں کہ یہ دوسرے کی ملکیت میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف ہے۔ ہاں، اگر یہ معلوم ہو کہ اس کا مالک منع نہیں کرے گا، تو جائز ہے۔

مسئلہ (۵۹): مصحف کو پیٹھ کے پیچھے رکھنے کا حکم:

اس کی دو حالتیں ہیں:

پہلی حالت: اگر قرآن کی تحقیر کا ارادہ ہو، تو حرام ہے اور کفر کے درجہ تک بھی پہنچ سکتا ہے۔

دوسری حالت: اگر تحقیر کا ارادہ نہ ہو، تو قرآن کی تعظیم کی خاطر مکروہ ہے، جیسے مصحف کی طرف پیر پھیلانا مکروہ ہے۔ یہ حنابلہ کا مسلک ہے ۔

مسئلہ (٦٠): مصحف کو عاریۃً دینا:

یہ واجب نہیں ہے، یہ شافعیہ کا مسلک ہے، کیوں کہ انسان اپنی ملکیت میں آزاد ہے، جسے چاہے دے اور جسے چاہے نہ دے۔

مسئلہ (٦١): ورق الٹنے کے لیے مصحف پر لعاب لگانا:

یہ جائز ہے، خصوصا ضرورت کے وقت۔یہ بعض شافعیہ کا مسلک ہے، کیوں کہ تھوک پاک ہے، بشرطیکہ اس سے توہین کا ارادہ نہ ہو۔

مسئلہ (٦٢): مصحف کو مزین وآراستہ کرنا اور اس پر نقش ونگاری بنانا:

اس کی دو حالتیں ہیں:

پہلی حالت: سونے اور چاندی کے علاوہ دوسری چیز سے مزین کرنا، تو یہ جائز ہے، یہ ابن مسعود وابن سیرین کا مسلک ہے،جیساکہ ابو داود نے روایت کیا ہے، کیوں کہ اس کی ممانعت کی کوئی صحیح صریح دلیل نہیں ہے۔

دوسری حالت: سونے اور چاندی سے مزین کرنا، تو یہ جائز نہیں ہے، یہ شافعیہ کامسلک ہے اور حنابلہ کے یہاں ایک روایت ہے۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: **(إذا زخرفتم مساجدكم، وحليتم مصاحفكم، فالدمار عليكم)** "جب تم اپنی مساجد کو مزین کرنے لگو اور اپنے مصاحف کو آراستہ کرنے لگو، تو تمہارے کے لیے بربادی ہے"۔ (اسے ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے)۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعا ثابت نہیں ہے، کیوں کہ یہ فخر ومباہات اور اسراف کا سبب ہے اور یہ شریعت کے عمومی حکم کی بنیاد پر ممنوع ہے۔

مسئلہ (٦٣): مصحف کی ترتیب:

اس کی دو حالتیں ہیں:

پہلی حالت: آیات کی تربیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے، یہ امر توقیفی ہے اور اسے بدلنا بالاجماع جائز نہیں ہے۔

دوسری حالت: سورتوں کی ترتیب صحابہ کے اجتہاد سے ہے، یہ مالکیہ،شافعیہ اور حنابلہ کا مسلک ہے اور یہی انہوں نے اختیار کیا ہے، لیکن یہ کہا جائے گا کہ صحابہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کی ترتیب پر اجماع کیا اور اس میں انہوں نے ان کی موافقت کی اور امت

اسی پر چلتی رہے، اس لیے اس کے بعد مصحف میں تبدیلی کرنے کا حق کسی کو نہیں ہے، واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ (٦٤): قراءت اور نماز میں قرآن کی ترتیب کو بدلنے کا حکم:

اس کے کئی حالات ہیں:

پہلی حالت: الفاظ کی ترتیب کو بدلنا، اس کے حرام ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

دوسری حالت: آیات کی ترتیب کو بدلنا، یہ بالاجماع حرام ہے، کیوں کہ اس سے احکام، اعجاز اور مفاہیم میں خلل آئے گا اور ابن مسعود سے مروی ہے ، انہوں نے فرمایا: "جس نے الٹ پلٹ کرکے قرآن پڑھا، وہ الٹے دل کا ہے"۔ یہ مشرک کاہنوں کا فعل ہے۔

تیسری حالت: سورتوں کی ترتیب کو بدل کر پڑھنا، جیسے پہلے سورہ آل عمران پڑھے پھر سورہ بقرہ پڑھے، تو یہ جائز ہے۔ یہ حنابلہ کے یہاں ایک روایت ہے، کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا ہے، آپ نے پہلے سورہ بقرہ پڑھی، پھر سورہ نساء پھر آل عمران (صحیح مسلم) اور عمر رضی اللہ عنہ نے فجر کی پہلی رکعت میں سورہ کہف پڑھی اور دوسری رکعت میں سورہ یوسف وہود۔ (اسے بخاری نے تعلیقاً روایت کیا ہے)

چوتھی حالت: پہلی رکعت میں سورہ کے آخری حصہ سے پڑھے اور دوسری رکعت میں اس کے اول حصہ سے پڑھے، یہ جمہور فقہا کے نزدیک مکروہ ہے۔

مسئلہ (٦٥): قرآن کا ترجمہ:

اس کے کئی حالات ہیں:

پہلی حالت: قرآن کا قرآن جیسا لفظی ترجمہ کرنا، یہ بالاتفاق ناجائز اور غیر معقول ہے، کیوں کہ قرآن عربی زبان میں بطور معجزہ نازل ہوا ہے۔

دوسری حالت: قرآن کا لفظی ترجمہ کرنا، لیکن قرآن جیسا نہیں، یعنی ایک لفظ کو دوسرے لفظ سے بدلا جائے جو معنی میں اس کا مترادف ہو، تو یہ بھی جائز نہیں ہے۔ یہ مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کا مسلک ہے، کیوں کہ اس کی وجہ سے قرآن اپنے اعجاز سے نکل جائے گا اور عبادات توقیفی ہیں۔

تیسری حالت: تفسیری ترجمہ، یعنی قرآن کے معانی کا ترجمہ، تو یہ جائز ہے، بلکہ امر مطلوب ہے، تاکہ جو عربی زبان سے واقف نہیں ہے وہ قرآن کے معانی اور کلام اللہ واسلام کو جان سکے۔

مسئلہ (٦٦): مصحف سے ہوا کھانے کا حکم:

یعنی ہوا کھانے کے لیے مصحف کو پنکھے کی طرح استعمال کرے، تو یہ حرام ہے۔ یہ شافعیہ کا مسلک ہے، کیوں کہ اس میں مصحف کی توہین ہے، جیسے تکیہ بنانے میں ہے، سو بہتر ہے کتاب اللہ کی تعظیم کی خاطر ایسا نہ کیا جائے۔

مسئلہ (٦٧): مصحف کی لفظی تصغیر کرنا، جیسے اسے مصیحف کہا جائے۔

اس کی دو حالتیں ہیں:

پہلی حالت: اگر اس کی تحقیر مقصود ہو، تو بالاتفاق حرام ہے، بعض علما نے اسے کفر تک کہا ہے۔

دوسری حالت: اگر تحقیر مقصود نہ ہو، تو بھی کتاب اللہ کی تعظیم کی خاطر ایسا نہ کرنا بہتر ہے۔

مسئلہ (٦٨): مصحف کو گالی دینا:

اس کی دو حالتیں ہیں:

ا- اگر مسلمان گالی دے، تو یہ کفر اور ارتداد ہے، قاضی عیاض نے اس کی صراحت کی ہے۔

ب- اگر کافر ذمی یا معاہد گالی دے، تو اس کے بارے میں علما رحمہم اللہ کا اختلاف ہے:

پہلا قول: اس کا عہد وپیمان علی الاطلاق ٹوٹ جائے گا، خواہ اس پر اس سےباز رہنے کی شرط لگائی گئی ہو، یا نہیں ۔ یہ شافعیہ کے یہاں ایک قول اور حنابلہ کا مسلک ہے۔

دوسرا قول: جب تک اس پر شرط لگائی نہ جائے اس کا عہد وپیمان نہیں ٹوٹے گا، لیکن اسے سزا دی جائے گی۔ یہ شافعیہ کے یہاں ایک قول اور حنابلہ کے یہاں ایک روایت ہے۔

زیادہ صحیح یہ ہے کہ اسے شرعی حاکم کی طرف لوٹایا جائے۔

مسئلہ (٦٩):

مصحف کی طرف پیر پھیلانا مکروہ ہے، یہ حنبلی مذہب کا راجح قول ہے، کیوں کہ کتاب اللہ کی تعظیم یا تو واجب ہے یا مستحب اور اس کا چھوڑنا حسب نیت مکروہ ہوگا یا حرام ۔

مسئلہ (۴۰): مصحف کی قسم کھانا:

جیسے کہے: مصحف کی قسم میں ایسا ویسا کرونگا:

راحج موقف یہ ہے کہ اس کی دو حالتیں ہیں:

پہلی حالت: اگر اوراق مقصود ہوں، تو یہ بالاتفاق جائز نہیں ہے، کیوں کہ یہ مخلوق کی قسم ہوئی۔

دوسری حالت: اگر مقصود اللہ کا کلام ہو، تو یہ جائز ہے، کیوں کہ وہ اللہ کی صفات میں سے ایک صفت ہے اور اللہ کی صفت کی قسم کھانا جائز ہے، جیسے کہے: اللہ کے غلبہ ورحمت وغیرہ کی قسم۔ اگر التباس کا خدشہ ہو تو اسے چھوڑنا بہتر ہے۔

رہی بات قرآن کی قسم کھانے کی ، تو اس کا حکم وہی ہے جو مصحف کی قسم کھانے کی ہے، جیسے پہلے گذر چکا ہے۔

اور "رب مصحف" یا "رب قرآن" کی قسم کہ کر قسم کھانا:

اس کی دو حالتیں ہیں:

پہلی حالت: رب مصحف کی قسم ۔ یہ جائز ہے اگر مقصود ورق ہو، کیوں کہ ورق مخلوق ہے، اگر مقصود کلام اللہ ہو تو جائز نہیں ہے، کیوں کہ کلام اللہ اس کی صفات میں سے ایک صفت ہے اور قرآن مخلوق نہیں ہے۔

دوسری حالت: رب قرآن کی قسم۔ عام اہل علم منع کے قائل ہیں، ان میں سے ابن عباس اور ابن مسعود ہیں۔ بعض علما نے رب کو صاحب کے معنی پر محمول کر کے جائز قرار دیا ہے، جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے: { سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ } " پاک ہے آپ کا رب جو بہت بڑی عزت والا ہے ہر اس چیز سے (جو مشرک) بیان کرتے ہیں"۔ (الصافات: ۱۸۰) مطلب: عزت والا اور قرآن والا، یعنی اس صفت سے متصف ذات۔

تیسری حالت: اے قرآن کے رب! اس کی بھی وہی تفصیل ہے جو پہلے گذر چکی ہے۔

مسئلہ (۴۱): مصحف کی قسم کھانے کا کفارہ:

قسم توڑنے پر اس کا ایک کفارہ ہے۔ یہ جمہور فقہا کا مذہب ہے، کیوں کہ اس نے تعدد قسم کا ارادہ نہیں کیا، اس نے قرآن کی قسم سے کلام اللہ مراد لیا ہے اور وہ ایک ہی صفت ہے۔

مسئلہ (۴۲):

قسم کھاتے وقت مصحف پر یا مصحف کے اندر ہاتھ رکھنا نا جائز ہے۔ یہ حنفیہ اور حنابلہ کا مذہب ہے، کیوں کہ اس کی کوئی صحیح صریح دلیل نہیں ہے اور عبادات میں اصل توقیف ہے۔

مسئلہ (۴۳):

کافر کا قرآن لکھنا جائز نہیں ہے۔ یہ جمہور فقہا کا مذہب ہے، کیوں کہ اس کے لیے قرآن چھونا منع ہے، دوسری بات یہ ہے کہ قرآن کا لکھنا ایک اعزازی کام ہے، جو کافر کے ذمہ نہیں کیا جاسکتا ہے اور اسی طرح اس میں تقرب کا مفہوم ہے ، اس لیے کافر کو اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی ہے۔

مسئلہ (۴۴): کیا کافر کو قرآن کے الکٹرانک ایپس میں کام کرنے کی اجازت دی جا سکتی ہے؟

قرآن کی تعظیم اور گذشتہ اسباب کی بنیاد پر اسے اجازت نہیں دی جا سکتی ہے۔ ہاں، اگر مجبوری پیش آئے، تو اس کا حکم ضرورت وحاجت کے قبیل سے ہوگا۔

مسئلہ (۴۵):

مصحف میں دیکھنے کی فضیلت پر کوئی مرفوع یا موقوف حدیث صحیح نہیں ہے، اس سلسلے میں جو بھی مروی ہے وہ ضعف، نکارت اور شذوذ سے خالی نہیں ہے۔

مسئلہ (۴۶): زبانی پڑھنا افضل ہے یا مصحف میں دیکھ کر پڑھنا افضل ہے؟

جو زیادہ خشوع وتدبر کا سبب ہو، وہ افضل ہے۔اسے نووی اور ابن حجر نے اختیار کیا ہے، کیوں کہ قرآن کے عظیم مقاصد میں سے تدبر وتفکر ہے اور یہ اشخاص اور حالات کے اعتبار سے بدلتا رہتا ہے۔

مسئلہ (۴۷): کاغذی مصحف میں پڑھنا افضل ہے یا الکٹرانک مصحف میں پڑھنا؟

ان دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے، کیوں کہ ان دونوں سے قراءتِ قرآن کا مقصد اور حکمت حاصل ہوتی ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ عہد نبوت میں مصاحف موجود نہیں تھے، بلکہ قرآن کو پتوں اور چمڑوں اور ان جیسی چیزوں پر لکھا گیا تھا۔

مسئلہ (۴۸): مصحف پر کتاب یا کوئی پاک چیز رکھنے کا حکم:

کتاب اللہ کی تعظیم کی خاطر بہتر ہے کہ ایسا نہ کیا جائے، اسے شافعیہ میں سے حلیمی اور بیہقی نے اختیار کیا ہے۔

مسئلہ (۷۹):

مصحف کو زمین پر رکھنا جائز ہے، مگر کتاب اللہ کی تعظیم کی خاطر ایسا نہ کرنا بہتر ہے۔ اگر اس کی توہین کا خدشہ ہو، تو ممنوع ہے۔ عطاء سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے ابن عباس سے پوچھا : کیا میں مصحف کو اس بستر پر رکھ سکتاہوں جس پر میں اپنی بیوی سے ہم بستری کرتا ہوں؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ (اسے ابن ابی داود نے مصاحف میں روایت کیا ہے)

مسئلہ (۸۰):

انسان کی گود میں مصحف رکھنا جائز ہے، اس میں توہین کی کوئی بات نہیں ، جیسا کہ کچھ لوگ سمجھتے ہیں۔

مسئلہ (۸۱):

مصاحف میں رسم عثمانی سے قرآن لکھنا واجب ہے، اس کے علاوہ دوسرے رسم الخط سے جائز نہیں ہے۔ یہ جمہور فقہا اور موجود ہ فقہی اکیڈمیوں کا مذہب ہے، کیوں کہ امر توقیفی ہے اور اس پر امت قائم ہے، اس لیے یہ اجماع ٹھہرا، جیسا کہ گذر چکا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ املائی رسم الخط میں تبدیلی آسکتی ہے ، اسی طرح قاعدہ "ذرائع کو روکنا اور مفاسد کو دفع کرنا" پر عمل در آمد کرنا ہے۔

مسئلہ (۸۲): غیر مصحف میں رسم عثمانی سے لکھنا:

جیسے تختیوں، کاغذوں، بلیک بورڈ اور خطوط وغیرہ میں قرآن کی آیات کو اقتباس کے طور پر لکھنا جائز ہے۔ یہ جمہور فقہا کا مذہب ہے، کیوں کہ یہ قراءت کا مرجع نہیں ہے اور بغیر کسی نکیر کے اس پر امت کا عمل رہا ہے۔

مسئلہ (۸۳):

نابینا لوگوں کے لیے بریل پر مصحف لکھنا جائز ہے، کیوں کہ بینائی سے محروم افراد کو حفظ وقراءت کے لیے اس کی ضرورت ہے۔

مسئلہ (۸۴):

بریل مصحف کا حکم قراءت اور ثواب میں عام مصحف کا حکم ہے اور اس میں پڑھنے والے کو قاری قرآن کہا جائے گا۔

مسئلہ (۸۵): انسان کے ذریعہ مصحف لکھنے کا حکم:

پچھلے دنوں مصحف لکھنے کے لیے کچھ ایسی کتابیں عام ہوئی ہیں جن کے اوراق مصحف کے اوراق کی شکل کے ہیں اور ان پر سورتوں کے نام ہیں، تو اس کا حکم کیا ہے؟

اصل اباحت ہے، بشرطیکہ رسم عثمانی میں ہو اور درست ہو، خطا وتحریف سے پاک ہو، سلف میں کچھ افراد تھے جو مصحف لکھا کرتے تھے اور ابو عمرو الشیبانی ان لوگوں میں سے تھے، جو مصحف لکھنے میں مشہور تھے، انہوں نے ۸۰ سے اوپر مصحف لکھے، ان کے ساتھ امام احمد وغیرہ بیٹھتے اور انہوں نے ان سے علم حاصل کیا۔

مسئلہ (۸٦): غیر قرآن کو مصحف میں لکھنے کا حکم:

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ وہ نا پسند کرتے کہ مصحف میں عواشر وفواتح[6] لکھا جائے ، مصحف کو چھوٹا کیا جائے اور اس میں یہ لکھا جائے کہ اس میں فلاں وفلاں سورہ ہے"۔

ابو جمرہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: "میں ابراہیم کے پاس اپنا مصحف لے کر آیا، جس میں لکھا تھا کہ اس میں اتنی سورہ اوراتنی آیت ہے، تو ابراہیم نے کہا: اسے مٹا دو، کیوں کہ ابن مسعود اسے نا پسند کرتے اور کہتے: "تم اللہ کی کتاب کے ساتھ دوسری چیز نہ ملاؤ"۔

اور ابن جریج کہتے ہیں: "میں نے عطاء سے پوچھا: کیا ہر سورہ کے پاس فلاں سورہ کا خاتمہ اور اس میں اتنی اتنی آیت ہے، لکھا جائے؟ تو انہوں نے اس سے منع کیا اور کہا: یہ بدعت ہے۔

اسی کے مثل ابو العالیہ سے منقول ہے۔ ان اقوال کو ابن ابی داود نے مصاحف میں روایت کیا ہے۔

مسئلہ (۸۷):

(6) عواشر یا اعشار: ہر دس آیات کے آخر میں ایک نشان لگانا۔
فواتح: ہر سورہ کے شروع میں ایک نشان لگانا۔

حدر (جلدی جلدی قراءت) کے ساتھ قرآن پڑھنا افضل ہے یا دھیرے دھیرے پڑھنا افضل ہے؟

فضیلت والے اوقات میں جلدی جلدی پڑھنا افضل ہے، جیسے ماہ رمضان اور عشر ذی الحجہ میں، کیوں کہ ان میں نیک اعمال کی فضیلت ہے اور اسی پر بہت سے سلف کا عمل رہا ہے اور دوسرے اوقات میں دھیرے دھیرے پڑھنا افضل ہے۔

مسئلہ (۸۸): ان چھوٹے مصحفوں کا حکم جو خالی آنکھ سے بمشکل پڑھے جاتے ہیں:

ابراہیم کہتے ہیں: " علی رضی اللہ عنہ نا پسند فرماتے کہ قرآن کو چھوٹی چیز میں لکھا جائے"۔ (اسے ابن ابی داود نے روایت کیا ہے)

نووی نے تبیان میں لکھا ہے: "علما کا اجماع ہے کہ مصحف کو واضح اور صاف خط میں لکھنا مستحب ہے"۔

اور علما نے خط کو چھوٹا اور باریک کرنے سے منع کیا ہے، کیوں کہ یہ مصحف کے مقصد کے منافی ہے اور اس کا مقصد اس میں قرآن پڑھنا ہے۔اور رہی بات ان سائزوں کو شہرت اور فخر کے لیے نمائشوں اور تاجروں کے درمیان پیش کرنے کی، تو یہ جائز نہیں ہے اور انہیں تبرک اور تعویذ کے لیے رکھنے کا حکم آئندہ ان شاء اللہ آئے گا۔

مسئلہ (۸۹):

طہارت کے وجوب اور چھونے کے سلسلے میں کیسٹس او ر سی ڈیز کا حکم مصحف کا حکم نہیں ہے، کیوں کہ یہ سب مصحف نہیں ہیں۔

مسئلہ (۹۰):

عربی زبان کے علاوہ دوسری زبان میں قرآن لکھنا جائز نہیں ہے، یہ جمہور فقہا کا مذہب ہے اور اس پر اجماع نقل کیا گیا ہے۔

مسئلہ (۹۱):

قرآن میں رموز اوقاف لکھنا جائز نہیں ہے، نہ مصحف میں، نہ دوسری کتاب میں، رسم عثمانی کافی ہے اور ان رموز کی ضرورت نہیں، کیوں کہ یہ عملی طور پر کاتبوں کے درمیان اختلافی چیزیں ہیں اور ان کے مقامات میں اختلاف ہے۔

مسئلہ (۹۲):

تجوید کے احکام کو بیان کرنے کے لیے مصحف کو رنگنا جائز ہے، جیسے گذر چکا ہے، کیوں کہ اس سے رسم الخط وغیرہ میں تبدیلی واقع نہیں ہوتی ہے۔

مسئلہ (۹۳): مصحف میں اللہ کے تمام ناموں اور بعض ناموں کو رنگنا:

بہتر ہے ایسا نہ کیا جائے، کیوں کہ اس کی ضرورت نہیں ہے اور قرآن کو نقش ونگار سے آراستہ کرنے کا سبب بنے گا، جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔

مسئلہ (۹۴):

مصحف کے اوراق کو اس مقصد کے لیے ری سائیکل کرنا کہ انہیں بطور اوراق دوسرے اغراض میں استعمال کیے جائیں، جائز ہے، اس کا فتوی کئی شرعی کمیٹیوں نے دیا ہے، بشرطیکہ آیات اور کلام اللہ کا کوئی اثر باقی نہ رہے، کیوں کہ اصل اباحت وجواز ہے۔

مسئلہ (۹۵): مصاحف کی طباعت میں کافر کا کام کرنا:

کافر کی طرف سے مصحف لکھنے کا حکم گذر چکا ہے اور طباعت کے سلسلے میں یہ کہا جائے گا کہ:

-اگر اس کا کام ٹکنیکل چیزوں سے متعلق ہے، تو جائز ہے اور اگر اس کا کام لکھنے کا ہو، تو جائز نہیں ہے۔

مسئلہ (۹٦): کیا الکٹرانک مصاحف بنانا جائز ہے؟

ہاں، جائز ہے، اگر غلطی سے محفوظ ہوں۔

مسئلہ (۹۷): کیا الکٹرانک مصحف کو مصحف شمار کیا جائے گا؟

ہاں، تلاوت کے لحاظ سے اس کا حکم مصحف کا حکم ہے۔

مسئلہ (۹۸):

الکٹرانک مصحف کو رسم عثمانی میں لکھنے کا حکم وہی ہے جو کاغذی مصحف کا حکم ہے اور اس پر گفتگو ہو چکی ہے ۔

مسئلہ (۹۹): الکٹرانک مصحف کے ساتھ حمام میں داخل ہونا:

اس کی دو حالتیں ہیں:

ا- اگر مصحف بند ہو، تو جائز ہے۔

ب- اگر مصحف کھلا ہو، تو جائز نہیں ہے،اس صورت میں اس کا حکم وہی ہے جو کاغذی مصحف کو حمام میں داخل کرنے کا حکم ہے اور اس پر بات ہو چکی ہے۔

مسئلہ (۱۰۰):

نماز میں الکٹرانک قرآن سے پڑھنے کا وہی حکم ہےجو کاغذی مصحف سے دیکھ کر نماز پڑھنے کا ہے، اس لیے صحیح قول کے مطابق یہ جائز ہے اور ان دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے، بشرطیکہ نماز سے مشغول کرنے والی چیز، جیسے کال وغیرہ سے مامون رہے۔

مسئلہ (۱۰۱): نقش ونگار اور اشکال کی شکل میں قرآنی آیات لکھنے کا حکم:

اس کی دو حالتیں ہیں:

۱- اگر حروف والفاظ واضح ہوں کہ آسانی سے پڑھا جا سکے، تو جائز ہے۔ کیوں کہ اصل اباحت وجواز ہے۔

۲- تحریر واضح نہ ہو اور حروف باہم اس طرح گتھے ہوئے ہوں کہ پڑھنا دشوار ہوجائے، تو حرام ہے، یہ فقہی اکیڈمی کا فتوی ہے، کیوں کہ ایسی تحریر قرآن کے معنی مقصود سے نکل جاتی ہے اور زینت ونمائش کے لیے استعمال ہوتی ہے، جو کہ قرآن کے مقصد کے خلاف ہے، بسا اوقات اس طریقہ کی وجہ سے قرآن کے ساتھ کھلواڑ ہوتا ہے جبکہ قرآن اس سے منزہ ہے۔

۳-قرآن کو سجاوٹ،آرٹ اور نقاشی کی اشکال میں یا حیوان یا درخت وغیرہ کی صورت میں لکھا جائے، تو یہ حرام ہے، کیوں کہ اس میں قرآن کی تحقیر وتوہین ہے، یہی فتوی فقہی اکیڈمی اور کبار علما کونسل وغیرہ کا ہے۔

مسئلہ (۱۰۲): دیواروں پر قرآنی تختی وغیرہ لٹکانا:

اس کی دو حالتیں ہیں:

ا-اگر اس کا تعلق کسی حرام چیز سے ہو، تو یہ جائز نہیں ہے، جیسے کسی حرام جگہ یا گندی جگہ لگائی جائے، یا زیب وزینت کے لیے لگائی جائے، یا خرید وفروخت کی ترویج یا باطل عقیدہ کے لیے لگائی جائے۔

ب- اگر مذکورہ باتیں نہ ہوں، تو کیا حکم ہے؟

جائز ہے، خصوصاً جب اس کا مقصد تعلیم وتذکیر اور نصیحت ہو، کیوں کہ وسائل مباح ہیں اگر ان میں حرام چیز شامل نہ ہو، ان تختیوں سے کتنے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں اور بہت سے لوگوں کی ہدایت اور غفلت سے بیداری کا سبب بنتی ہیں۔

مسئلہ (۱۰۳):

مساجد کی دیواروں پر قرآن لکھنا مکروہ ہے، یہ جمہور فقہا کا مذہب ہے، کیوں کہ یہ نمازی کو مشغول کردیتا ہے۔

مسئلہ (۱۰۴):

قرآنی تختیوں کے خرید وفروخت کرنے کا حکم خود ان تختیوں کے حکم پر موقوف ہے، جس کا بیان گذر چکا ہے۔

مسئلہ (۱۰۵):

قرآنی آیات کو موبائل اور کمپیوٹر کے اسکرین کے بیک گراؤنڈ کے طور سیٹ کرنے کا حکم وہی ہے جو قرآنی آیات لٹکانے کا حکم ہے، جس کا بیان گذر چکا ہے۔

مسئلہ (۱۰٦):

پہنے جانے والے سونے اور چاندی پر آیات نقش کرانا جائز نہیں ہے، یہ حنابلہ کے یہاں ایک قول ہے، تاکہ قرآن کی توہین نہ ہو اور یہود ونصای کی مشابہت اختیار کرنے سے روکا جائے جو ان چیزوں کو لٹکاتے ہیں جن کی وہ تعظیم کرتے ہیں، جیسے صلیب وغیرہ اور تاکہ تعوید وگنڈے کے سبب کو بند کیا جائے، اس پر گفتگو ان شاء اللہ آئے گی۔

مسئلہ (۱۰۷): قرآنی آیات سے اقتباس لینا:

اس کی دو حالتیں ہیں:

اقتباس کی تعریف: کلام کے اندر ایک ہی سیاق میں قرآن کے کسی حصہ کو اس طرح شامل کرنا کہ پتہ نہ چلے کہ وہ قرآن میں سے ہے۔ یہ شعر و نثر میں، کسی سائل کے جواب میں، یا کسی کے رد میں، یا مد مقابل کو لاجواب کرنے میں، یا وعظ ونصیحت میں، یا اقتباس کے مطلوبہ معنی کی طرف اشارہ کرنے میں استعمال ہوتا ہے۔

جیسے : جب بندہ اپنے دوست سے ملاقات کرے تو کہے: **(جئت على قدر يا موسى)**

یا جیسے شاعر کا قول:

قد أنزلت حاجاتی.....بواد غير ذي زرع

"میں نے اپنی ضرورتیں بے آب وگیا وادی میں اتاری ہیں"

یعنی میں نے اپنی ضرورتیں ایسے آدمی کے پاس رکھیں جس میں کوئی فائدہ اور خیر نہیں۔

اقتباس جائز ہے، بشرطیکہ اسے بے حیائی،فحش نگاری اور فاسقوں والے مزاح میں استعمال نہ کیا جائے۔ یہ جمہور فقہا کا مذہب ہے، اس کی دلیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فتح خیبر کے موقع پر فرمان ہے، آپ نے فرمایا: (**اللہ أكبر، خَرِبَتْ خَيْبُر، إنّا إذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ**) ، اسے امام بخاری نے روایت کیا ہے اور اس کا استعمال بعض صحابہ نے بغیر نکیر کے کیا ہے۔

یہ جائز ہے بشرطیکہ اس میں حرام شامل نہ ہو اور اس کا مقصد طنز ومزاح نہ ہو اور نہ وہ اقتباس اللہ کی ذات کے ساتھ خاص ہو، اس لیے کسی انسان کے لیے روا نہیں ہے کہ وہ اللہ کا یہ فرمان: (إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ ﴿٢٥﴾ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُم) یا (إِنِّي أَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ) اپنی طرف منسوب کرے۔

مسئلہ (١٠٨):

قرآن پر یا قرآن کی آواز پر لفظ موسیقی کا اطلاق کرنا جائز نہیں ہے، کیوں کہ اس لفظ کا استعمال حرام چیز کے لیے ہوتا ہے اور قرآن اس سے منزہ اور بالاتر ہے۔

مسئلہ (١٠٩): قرآن کی ریکارڈنگ میں یا مائیکروفون میں ایکو (بازگشت والی آواز) کا استعمال کرنا:

ا- اگر ایکو کی وجہ سے حروف میں تکرار پیدا ہو ، تو یہ حرام ہے، کیوں کہ یہ حروف میں زیادتی کا سبب بنے گا۔

ب- اگر ایکو کی وجہ سے حروف میں تکرار پیدا نہ ہو، تو یہ جائز ہے، کیوں کہ تلاوت میں آواز کو خوبصورت بنانا مطلوب ہے۔

مسئلہ (١١٠): جلسوں اور کانفرنسوں کا افتتاح قرآن سے کرنا:

اس کے کئی حالات ہیں:

ا- اگر علم اور وعظ کی مجلس ہو، جیسے قرآن سے علمی لکچر اور درس وغیرہ کا افتتاح کیا جائے، تو یہ جائز ہے۔ اسے بغدادی ، ابن صلاح اور نووی وغیرہ نے حدیث کی مجالس

کے لیے مستحب قرار دیا ہے، دلیل یہ حدیث ہے: **(كان أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا اجتمعوا تذاكروا العلم وقرؤوا سورة)** "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جب اکٹھا ہوتے تو آپس میں علم کا مذاکرہ کرتے اور کوئی سورہ پڑھتے"۔ (اسے خطیب بغدادی نے روایت کیا ہے)

ب- اگر منکر کام کے افتتاح کے لیے ہو، تو جائز نہیں ہے، کیوں کہ اس میں قرآن کی تحقیر واہانت ہے۔

فتاوی عالمگیری میں آیا ہے: "قرآن کو ناچ گانے کی محفلوں میں نہ پڑھا جائے، کیوں کہ اس سے اس توہین وتحقیر لازم آتی ہے اور نہ گرجا گھروں اور مندروں میں پڑھا جائے، کیوں کہ یہ جگہیں شیطان کا مجمع ہیں۔

ج- اگر مباح کام کے لیے ہو، جیسے کسی مرکز، یا کمپنی، یا اسپتال وغیرہ کا افتتاح ، تو جائز ہے، مگر ہمیشہ نہ کیا جائے، کیوں کہ اس سلسلے میں سلف کا عمل ثابت نہیں ہے۔

مسئلہ (١١١): مقامات (خاص راگ) کے ساتھ قرآن کو پڑھنا:

مقامہ : وہ خاص راگ جو اصلاً موسیقی میں استعمال ہوتا ہے، یہ فارسی الاصل لفظ ہے، جو گانے میں استعمال ہوتا رہا ہے ، پھر عرب نے اس کا استعمال شعر اور گانے میں کیا، پھر قرآن اور اذان میں کیا گیا۔

محل اختلاف کی توضیح:

ا- علما کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آواز کو خوبصورت بنانا مستحب ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **(زينوا القرآن بأصواتكم)**"تم اپنی آوازوں سے قرآن کو مزین کرو"۔ (اسے بخاری نے روایت کیا ہے)

ب- علما کا اتفاق ہے کہ اگر ان مقامات کی وجہ سے حروف میں زیادتی یا نقص پیدا ہو، تو یہ حرام ہے۔

ج- علما کا اتفاق ہے کہ اگر کوئی اپنی فطری آواز میں قرآن پڑھے اور بغیر تعلم اور تصنع کے مقامات میں سے کسی مقامہ سے مل جائے، تو یہ جائز ہے۔

د- اگر کوئی ان کا قصد کرے، انہیں سیکھے اور ان کے ساتھ قرآن پڑھے، مگر حروف میں زیادتی نہ کرے، تو یہ جائز ہے، کیوں کہ قرآن کے لیے آواز کو خوبصورت بنانا شرعا مطلوب ہے۔

مسئلہ (۱۱۲): تلاوت کے وقت ہاتھوں کو دو کانوں پر رکھنا:

اگر آواز کو خوبصورت کرنے جیسا کوئی فائدہ ہو، تو یہ جائز ہے، اگر اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے، تو چھوڑ دیا جائے، تاکہ یہ خیال نہ کیا جانے لگے کہ شریعت میں اس کی کوئی اصل ہے۔

مسئلہ (۱۱۳): صدق اللہ العظیم کہنا:

اس کی دو حالتیں ہیں:

ا- بغیر پابندی کے کبھی کبھی کہا جائے، تو یہ جائز ہے۔

ب- ہمیشہ اورپابندی کے ساتھ کہا جائے، تو اختلاف سے بچنے اور ا س کی دلیل کے نہ ہونے کی وجہ سے نہ کہنا بہتر ہے، کیوں کہ اگر یہ منقول ہوتا ، تو مشہور ہوتا اور ایسی بات نہیں چھپتی ہے۔

مسئلہ (۱۱۴): قراءت میں آوازوں کی نقالی کرنا:

محل اختلاف کی توضیح:

ا- اگر مذاق اڑانے کے ارادہ سے ہو، تو یہ حرام ہے، کیوں کہ مذاق اڑانا حرام ہے اور یہ غیبت میں بھی داخل ہے۔

ب- اگر مذاق اڑانے کا ارادہ نہ ہو، بلکہ یونہی بلا قصد ہوجائے، تو یہ جائز ہے۔

ج- ادائیگی میں نقالی کرنا جائز ہے۔

د- اگر شہرت طلبی کے لیے ہو، تو جائز نہیں ہے۔

ہ- اگر آواز کی نقالی مذکورہ اغراض کے لیے نہ ہو، تو جائز ہے، کیوں کہ معاویہ بن قرہ، عبد اللہ بن مغفل مزنی سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: **(رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الفتح على ناقة له يقرأ سورة الفتح ، أو من سورة الفتح، قال: فرجع فيها، قال: ثم قرأ معاوية يحكي قراءة ابن مغفل، وقال: لولا أن يجتمع الناس عليكم لرجعت كما رجع ابن مغفل يحكي النبي صلى الله عليه وسلم. فقلت لمعاوية: كيف كان ترجيعه؟ قال: آ آآ ثلاث مرات)** "میں نے فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ کو اونٹنی پر سوار دیکھا جبکہ آپ سورت "الفتح" یا اس کی کچھ آیات پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ نے تلاوت کرتے وقت ترجیع فرمائی۔ (راوی حدیث) معاویہ بن قرہ نے عبداللہ بن مغفل ؓ کی قراءت کی نقل کرتے ہوئے کہا: اگر لوگ تم پرہجوم نہ کریں تو میں ترجیع کروں جیسے ابن مغفل ؓ نے ترجیع کی تھی۔

وہ اس سلسلے میں نبی ﷺ کی نقل کرتے تھے۔ (شعبہ نے کہا:) میں نے معاویہ سے پوچھا کہ ابن مغفل ؓ کیسی ترجیع کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: آآآ تین بار مد کے ساتھ آواز دہراتے تھے"۔ (اسے بخاری نے روایت کیا ہے)

ایک روایت میں ہے: **(لو لا أن يجتمع الناس علي، لأخذت لكم في ذلك الصوت، أو قال: اللحن)** "اگر لوگ مجھ پر اکٹھے نہ ہوجاتے، تو میں تمہارے لیے اس آواز یا راگ کو دہراتا"۔ (اسے طیالسی نے روایت کیا ہے):

ترجیع کہتے ہیں آواز کو حلق میں راگ وسر کے ساتھ دہرانا۔ ان کے قول میں اس بات کا اشارہ ہے کہ اس سے دلوں اور نفسوں کو سننے کے لیے مائل کیا جاتا ہے۔

تنبیہ: آوازکی نقالی غیبت میں سے نہیں ہے، جیسا کہ عز بن عبد السلام نے کہا ہے۔

مسئلہ (۱۱۵):

جمعہ کے خطبہ میں خوش الحانی کے ساتھ آیات پڑھنا جائز ہے، کیوں کہ خوش الحانی کے ساتھ پڑھنا مطلوب ہے، خواہ قراءت کے مقام میں ہو یا استشہاد کے مقام میں،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **(ما أذن الله لشيء ما أذن لنب حسن الصوت يتغنى بالقرآن، يجهر به)** " اللہ نے کسی کو اتنا کان لگا کر نہیں سنا جتنا خوش الحان نبی کو سنا، جو بلند آواز سے خوش الحانی کے ساتھ قرآن پڑھتے تھے"۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

مسئلہ (۱۱٦): جمعہ کی نماز میں ایسی آیات کا پڑھنا جو خطبہ کےموضوع سے ہم آہنگ ہوں:

یعنی خطبہ کا موضوع قرآن ہو، تو قرآن سے متعلق آیات پڑھے . اسی طرح دوسرے موضوع کے ساتھ کرے، تو اس کی دو حالتیں ہیں:

ا- اگر کبھی کبھی کرے، تو کوئی حرج نہیں۔

ب- اگر بہت زیادہ کرے یا ہمیشہ کرے، تو اسے دور حاضر کے علما نے غیر مشروع عمل قرار دیا ہے، کیوں کہ یہ جمعہ کی نماز میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہونے والی قراءت کی سنت کے خلاف ہے۔

مسئلہ (۱۱۷):

تعزیت میں قرآن پڑھنا نا جائز ہے، چاہے ریکارڈنگ کے ذریعہ ہو یا قراء کو بلا کر ہو، کیوں کہ یہ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تھا، نہ صحابہ کا اور نہ سلف کا اور قرآن ماتم اور اس کے موسموں کے لیے نازل نہیں ہوا ہے۔

مسئلہ (۱۱۸):

جنازوں پر قرآن پڑھنا چاروں ائمہ کے نزدیک مکروہ ہے اور حنفیہ کے یہاں حرام ہے ۔ رہی بات میت کو دفناتے وقت قرآن پڑھنے کی، تو یہ غیر شرعی عمل ہے، کیوں کہ اس کی کوئی دلیل نہیں ہے اور عبادات توقیفی ہیں۔

مسئلہ (۱۱۹):

جانکنی کے وقت سورہ یس پڑھنا غیر مشروع ہے، اسے مالکیہ نے مکروہ قرار دیا ہے، کیوں کہ اس کی دلیل نہیں ہے اور یہ حدیث کہ "تم اپنے مردوں کے پاس یس پڑھو" جسے امام احمد وغیرہ نے روایت کیا ہے، ضعیف ہے۔

مسئلہ (۱۲۰):

قبر کے پاس قرآن پڑھنا غیر شرعی کام ہے، یہ اگر شرعی کام ہوتا ، تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم اسے ضرور کرتے اور صحابہ وامت کو اس پر ابھارتے، کیوں کہ مردہ اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا ہے، اس کو دعا کا فائدہ پہنچتا ہے، اس لیے شریعت نے اس پر ابھارا ہے۔

مسئلہ (۱۲۱):

قبر کے پاس مصحف رکھنا بدعت ہے،ایسا سلف میں سے کسی نے نہیں کیا ہے اور نہ ہی قرآن اس کے لیے نازل ہوا ہے۔

مسئلہ (۱۲۲): تجارتی دکانوں اور بازاروں میں قرآن کی ریکارڈنگ چلانا:

ا- اگر پست آواز میں چلایا جائے اور اسے سنا بھی جائے، تو جائز ہے۔

ب- اگر لوگوں اور راہ گیروں کو سنانے کےلیے تیز آواز میں چلایا جائے، تو جائز نہیں ہے، کیوں کہ ایک تو اسے کوئی سن نہیں رہا ہوتا ہے اور دوسرا یہ کہ بازاروں میں شوروغوغا ہوتا ہے، اس لیے قرآن کو اس سے منزہ رکھا جائے۔

قرطبی رحمہ اللہ نے کہا ہے: "قرآن کی حرمت میں سے یہ ہے کہ اسے بازاروں ، شو ر شرابے اور لغو کی جگہوں اور احمقوں کی مجلسوں میں نہ پڑھا جائے ، آپ نہیں دیکھتے

ہیں کہ اللہ تعالی نے رحمن کے بندوں کا ذکرکیا اور ان کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ جب ان کا گذر لغو چیز سے ہوتا ہے تو شریف آدمیوں کی طرح گذر جاتے ہیں۔وہ ایسا کرتے ہیں جب ان کا گذر لغو سے ہوتا ہے، مگر جب ان کا گذر قرآن سے ہوگا جس کی تلاوت اصحاب لغو کے بیچ اور احمقوں کی مجلسوں میں ہو رہی ہو، تو ان کا رویہ کیسا ہوگا؟!

مسئلہ (۱۲۳):

ایسی کارٹونی فلمیں جو حیوانات کی شکل میں قرآن پڑھتی ہیں ، ان میں ان قرآنی معانی کو فلمایا جاتا ہے جو حیوانات کے بارے میں ہیں، تو یہ نا جائز ہیں، دائمی کمیٹی کا یہی فتوی ہے، کیوں کہ اس میں قرآن کی تحقیر ہے۔

اور یہی حکم ان کارٹونی فلموں کا بھی ہے جن میں آخرت کو فلمایا جاتا ہے، کیوں کہ اس کا تعلق علم غیب سے ہے۔

مسئلہ (۱۲۴): بیت بازی کے طرز پر آیت بازی کرنا:

جیسے کوئی بندہ **"فهل من مدكر"** پڑھے، پھر دوسرا بندہ وہ آیت پڑھے جو سابقہ آیت کے آخری حرف سے شروع ہو، جیسے : **"رب المشرقين ورب المغربين"**. اس کا صحیح سے قریب تر حکم ہے کہ یہ ممنوع ہے، یہ قرآن کی شان کے خلاف ہے، اس کا حق ہے کہ اس کا احترام اور تعظیم کی جائے۔ ابن حجر نے شعر کی طرح قرآن کو الٹا پڑھنے کو حرام قرار دیا ہے، اگرچہ اس کا مقصد حفظ کو زیادہ پختہ کرنا اور زبان کو رام کرنا ہو۔

مسئلہ (۱۲): قاری کی تلاوت سنتے وقت اس پر اللہ اکبر کہنا غیر شرعی عمل ہے، کیوں کہ یہ قرآن سننے کے آداب کے خلاف ہے۔

مسئلہ (۱۲٦): عورت کا قرآن سیکھنا:

اس کی دو حالتیں ہیں:

پہلی حالت: اگر اسی کے مثل کسی عورت سے سیکھے، تو جائز ہے۔

دوسری حالت: اگر کسی مرد سے سیکھے، تو بھی جائز ہے۔ یہ جمہور فقہا کا مذہب ہے، کیوں کہ یہ صحابہ اور ان کے بعد کےلوگوں سے منقول ہے اور اس کی ضرورت ہے۔ یہ درج ذیل شروط کے تحت جائز ہے:

۱- وہ آدمی بااعتماد اور امانتدار ہو۔

۲- تنہائی نہ ہو۔

۳- پردہ اور حجاب کی پابندی ہو۔

۴- قرآن کو خوش الحانی سے نہ پڑھا جائے۔

مسئلہ (۱۲۷): قرآن مکمل کرنے پر دعوت کرنا، جسے فقہا کے یہاں "حذاقہ" یا "حذاق" کہا جاتاہے:

یہ مالکیہ اور حنابلہ کے یہاں مباح ہے اور شافعیہ کے یہاں مستحب ہے۔ یہ نعمت کے حصول پر اللہ کی شکر گذاری اور خوشی وشادمانی کے اظہار کے طور پر ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آیا ہے کہ جب انہوں نے سورہ بقرہ سیکھی، تو ایک اونٹ ذبح کیا۔ (اسے بیہقی نے روایت کیا ہے، مگر اس میں ضعف ہے)

مسئلہ (۱۲۸):

قرآن کا حفظ مکمل ہونے پر جشن منانا جائز ہے، یہ مباح کاموں میں سے اور سابقہ مسئلہ میں بیان کیے گئے سبب کی بنا پر بھی جائز ہے، محمد بن علی بن بحر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: "میں نے امام احمد بن حنبل کی ام ولد "حُسن" کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ جب میرے بیٹے حَسَن نے قرآن کی تعلیم پختگی کے ساتھ پوری کرلی، تو مجھ سے میرے آقا نے کہا: حُسن! کیا تم اس پر نہیں چھڑکاؤگی؟ پھر انہوں نے کھجور اور اخروٹ خریدا اور اسے معلم کے پاس بھیجا۔ وہ کہتی ہیں: اور میں نے عصیدہ (دلیا) بنایا اور فقرا کو کھلایا، اس پر انہوں نے کہا: تم نے بہت اچھا کیا، تم نے بہت اچھا کیا اورابو عبد اللہ نے بچوں میں اخروٹ بانٹے، ہر ایک کو پانچ پانچ دانے دیے"۔

مسئلہ (۱۲۹):

جیل کی سزا کے بدلے یا جیل کی سزا کی تخفیف کے لیے قرآن کے حفظ کو مقرر کرنا جائز ہے، حدیث میں آیا ہے کہ جب صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منع کرنے کے باوجود روزہ میں وصال کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ دو دن تک وصال کیا، صحابی کہتے ہیں: آپ نے ایسا اس لیے کیا، تاکہ انہیں ان کے انکار پر پھٹکار لگائیں۔ (صحیح بخاری)، نیز [7]اس میں تربیتی اور اصلاحی مصلحتیں ہیں اور اسے کفارات پر قیاس کیا جاسکتا ہے، جو کہ سرزنش اور کمی کو پورا کرنے کے اسباب ہیں۔

([7]) وصال: بلا سحری وافکار کیے مسلسل روزہ رکھنا۔

مسئلہ (۱۳۰): حفظ قرآن کا مسابقہ کرانا:

مسابقہ کے احکام میں اس پر بات ہو چکی ہے۔

مسئلہ (۱۳۱): قرآن کی تلاوت کا ثواب میت کو پہنچانا:

یہ علما کے درمیان اختلافی مسئلہ ہے، بعض نے اسے جائز کہا ہے تو بعض نے ناجائز، غور وفکر کے بعد پتہ چلتا ہے کہ دونوں اقوال کی کوئی صریح صحیح دلیل نہیں ہے۔ اس قسم کے مسائل میں اصل حرمت ہے سوائے اس کے کہ جس پر دلیل ہو۔ عہد نبوت وعہد صحابہ میں اس کا سبب اور داعیہ موجود تھا، اس کے باوجود ان سے ایسا کچھ منقول نہیں ہے، اس لیے صواب سے قریب تر حکم یہ ہے کہ ایسا نہ کیا جائے اور اسی پر اکتفا کیا جائے جس پر نص وارد ہوئی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایصال ثواب غیبی معاملہ ہے، اس لیے اسے حج اور عمرہ پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ (۱۳۲): اجتماعی شکل میں قرآن پڑھنا:

راجح یہ ہے کہ اس کی دو حالتیں ہیں:

ا- اگر اس کا مقصد تعلیم وتعلم ہوتو جائز ہے۔

ب- اگر اس کا مقصد تعبد اور اجتماعی ذکر ہو، تو یہ غیر شرعی کام ہے، کیوں کہ عبادات توقیفی ہیں۔

مسئلہ (۱۳۳): منظم طریقہ سے قرآن پڑھنا:

وہ اس طرح کہ ایک گروپ اکٹھا ہو اوربالترتیب ہر ایک دوسرے کے بعد پڑھے۔

یہ مباح ہے، یہ حنفیہ ومالکیہ اوربعض شافعیہ وحنابلہ کا مذہب ہے، کیوں کہ یہ نیکی اور تقوی پر تعاون کے قبیل سے ہے۔ اگر یہ تعلیم کے لیے ہو ، تو اس کی ترغیب زیادہ دی جاسکتی ہے۔

مسئلہ (۱۳۴):

واٹس ایپ وغیرہ پر یومیہ ورد کا اجتماعی طورپر پڑھنا جائز ہے۔ یہ نیکی اور تقوی پر تعاون اور خیر پر منافست اور حوصلہ افزائی کے قبیل سے ہے۔

ختم قرآن کے احکام

مسئلہ (١٣٥): دن میں ختم قرآن کا مستحب وقت:

کسی وقت کو کسی وقت پر فضیلت حاصل نہیں ہے اور نہ تخصیص کی کوئی صحیح دلیل ثابت ہے۔

مسئلہ (١٣٦): ختم قرآن کے وقت دعا:

اس کی دو حالتیں ہیں:

پہلی حالت: نفل نماز کے اندر بالکل مشروع نہیں ہے، یہ بعض مالکیہ کا قول ہے اور متقدم حنفیہ کا راجح قول ہے کہ یہ مکروہ ہے ، کیوں کہ اس سلسلے میں جو مرفوع یا موقوف حدیث آئی ہے وہ صحیح نہیں ہے اور نہ یہ کبار صحابہ کا عمل رہا ہے، وہ ا پنی مسجدوں میں قرآن ختم کرتے اور ان کے عہد میں اس کا سبب وداعیہ موجود تھا اور کوئی مانع نہیں تھا، اگر یہ خیر ہوتا تو وہ اس میں ہم سے سبقت لے جاتے، انہوں نے کوئی خیر نہیں چھوڑا مگر امت کو اس کی رہنمائی کر گئے ہیں۔

وِتر کی نماز کے اندر دعا کرنا جائز ہے، چنانچہ دعائے ختم قرآن اس میں ضمنا ہوگی اور جفت والی نماز میں مستقل طور پر نہیں ہوگی۔

دوسری حالت: نما ز سے باہر: ابن مسعود[8]، ابن عباس، جابر، سعد اور انس رضی اللہ عنہم[9] سے منقول ہے اور مجاہد نے اس میں ان کی متابعت کی ہے۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ وہ ایسے آدمی کو بھیجتے جو یہ پتہ لگاتا کہ قرآن کب ختم ہو رہا ہے، تاکہ اس میں حاضر ہوسکیں[10]، یہ حنفیہ وبعض مالکیہ اور شافعیہ وحنابلہ کا مذہب ہے، نووی نے کہا ہے: "ختم قرآن کی مجلس میں حاضر ہونا تاکیدی مستحب کام ہے، صحیحین میں ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حیض والی عورتوں کو حکم دیا کہ عید کے دن نکلیں، تاکہ خیر اور مسلمانوں کی دعاؤں میں شریک ہوں"۔

---

(8) ابن حجر نے کہا: اس میں انقطاع ہے۔
(9) صحیح
(10) سنن الدارمی (٣٥١٥)، اس میں ضعف ہے۔

مسئلہ (١٣٧):

مذکورہ دونوں حالتوں کے لیے کوئی خاص دعا منقول نہیں ہے اور جو مرفوع اور موقوف روایت وارد ہوئی ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ یہ امام احمد کا مشہور قول ہے۔

مسئلہ (١٣٨): اگر کوئی آدمی ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھے جو اس کی مشروعیت کا قائل ہے، تو بھی اس کی پیروی کرے گا، کیوں کہ امام کی پیروی واجب ہے، اگرچہ نماز کے ارکان وشروط کے سلسلے میں امام اور مقتدی کے درمیان اختلاف پایا جائے۔ یہ احمد وغیرہ کا قول ہے اور یہی جمہور سلف کا قول اور امام مالک کا مذہب ہے، یہی شافعی اور احمد بلکہ ابو حنیفہ کے مذہب میں دوسرا قول ہے اور امام احمد کے اکثر نصوص اس پر ہیں اور یہی صحیح ہے، کیوں کہ صحیح وغیرہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: **(يصلون لكم، فإن أصابوا فلكم ولهم، وإن أخطأوا فلكم وعليهم)** " وہ تمہیں نماز پڑھاتے ہیں، اگر درست پڑھائیں، تو تمہارے اور ان کے حق میں ہوگی اور اگر غلط پڑھائیں، تو تمہارے حق میں ہوگی اور ان کے خلاف ہوگی"۔

مسئلہ (١٤٩):

ختم قرآن کے وقت کوئی عبادت انجام دینا جائز نہیں ہے، جیسے سورہ اخلاص پڑھنا اور روزہ رکھنا، اگرچہ بعض فقہا اس کے قائل ہیں، کیوں کہ اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

مسئلہ (١٥٠): ایک ختم سے فراغت کے بعد دوسرا ختم شروع کرنے کا حکم:

اگر ایسا اعتقاد ہوکہ اس کی خاص فضیلت ہے یا یہ سنت ہے، تو جائز نہیں ہے، اگر ایسا اعتقاد نہ ہو، تو جائز ہے۔ابن عباس سے جو حدیث مروی ہے کہ ایک آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کونسا عمل اللہ کے نزدیک سب سے محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا: اترنے والا کوچ کرنے والا، اس نے پوچھا: یہ اترنے والا کوچ کرنے والا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: جو جب بھی پڑاؤ ڈالے اور کوچ کرے تو قرآن کو از اول تا آخر پڑھے"[11]۔ اس حدیث کو ترمذی نے ذکر کرنے بعد کہا ہے: یہ حدیث غریب ہے، ہم ابن عباس کی یہ حدیث اسی طریق سے جانتے ہیں اور اس کی سند قوی نہیں ہے۔ نیز یہ حدیث سنن الدارمی میں مرسل آئی ہوئی ہے۔

---

(11) نہایہ میں ہے: "یعنی جو آدمی تلاوت کرکے قرآن ختم کرے، پھر ابتدا سے دوبارہ تلاوت شروع کرے"۔ اس کی تشبیہ اس مسافر سے دی گئی ہے جو اپنی منزل تک پہنچے اور اس میں پڑاؤ ڈالے، پھر اپنا سفر شروع کردے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ قیام کرنے والے کوچ کرنے والے سے مراد وہ غازی ہے جو ایک جنگ سے فارغ نہیں ہوتا ہے کہ دوسری جنگ شروع کردیتا ہے۔

سورتوں کے درمیان تکبیر کہنے کا حکم

مسئلہ (١۴١) پارہ "نبأ" کے آخر میں تکبیر کہنے کا حکم:

اس کی دو حالتیں ہیں:

ا- نماز کے اندر جائز نہیں ہے، کیوں کہ اس کی صحیح صریح دلیل نہیں ہے اور عبادات توقیفی ہیں۔

ب- نماز سے باہر:

محل اختلاف کی توضیح:

١- بالاجماع یہ واجب نہیں ہے

٢- یہ بالاجماع قرآن کا حصہ نہیں ہے۔

٣- کیا یہ مشروع ہے؟

نہیں ، یہ مشروع نہیں ہے۔ یہ جمہور فقہا کا مذہب ہے اور اس سلسلے میں جو بھی مرفوع حدیث آئی ہے وہ صحیح نہیں ہے۔

قرآن سے بنے تعویذات اور گنڈوں کے احکام

مسئلہ (۱۴۲): تمیمہ (تعویذ وگنڈا) اور اس کی اقسام کا حکم:

تمیمہ: وہ دانے اور اوراق ہیں جنہیں سینوں وغیرہ میں اس اعتقاد کے ساتھ لٹکایا جاتا ہے کہ یہ نظر بد اور حسد وغیرہ جیسی برائیوں اور آفتوں کودفع کریں گے۔

پہلی قسم: شرکیہ تعویذ اور گنڈے، جس میں غیر اللہ سے مدد طلب کی جاتی ہے اور جن، شیاطین، اولیا اور نیک بزرگوں سے دعا کی جاتی ہے، اس قسم کی شرکیہ تعویذ اور گنڈے کو لکھنا اور استعمال کرنا جائز نہیں ہے اور جو اسے لکھے یا استعمال کرے، وہ مشرک ہے۔

دوسری قسم: حروف مقطعہ، یا طلسماتی اشیا، یا غیر مفہوم کلام، یا دانے اورکوڑی پر مشتمل منکے وگنڈے وغیرہ ۔ یہ سب حرام منکے وگنڈے ہیں۔ اگر ان میں نفع ونقصان کا اعتقاد نہ رکھا جائے اور انہیں سبب مانا جائے، تو ان کا لٹکانا شرک اصغر میں سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **(من تعلق تميمة فلا أتم الله له، وتعلق ودعة فلا ودع الله له)** "جس نے گنڈا لٹکایا، اللہ اس کی مراد پوری نہ کرے اور جس نے کوڑی لٹکائی، اللہ اسے آرام نہ دے"۔ (اسے احمد نے روایت کیا ہے، اس کی تصحیح حاکم نے کی ہے اور ذہبی نے موافقت کی ہے، منذری نے کہا: اس کی سند اچھی ہے)

ایک روایت میں ہے: **(من تعلق تميمة فقد أشرك)** "جس نے گنڈا لٹکایا اس نے شرک کیا"۔ (اسے احمد نے روایت کیا ہے اور اس کے رواۃ ثقہ ہیں)

اور کبھی کبھی اس کا لٹکانا شرک اکبر میں سے ہوتا ہے جب لٹکانے والا یہ اعتقاد رکھے کہ یہ گنڈا خود اس سے بلا ومصیبت دور کرے گا اور اس کے محض سبب ہونے کا اعتقاد نہ رکھے۔

تیسری قسم: اگر تعویذ و گنڈا قرآن سے ہو، تو بھی حرام ہے، یہ ابن عباس، حذیفہ اور ابن مسعود اور ان کے شاگرد وں جیسے علقمہ اور نخعی کا قول ہے اور امام احمد سے ایک روایت ہے، حدیث میں ہے: **(الرقى والتمائم والتولة شرك)** "جھاڑ پھونک، منکے گنڈے اور جادو ٹونہ شرک ہیں"۔ (اسے امام احمد نے روایت کیا ہے)

دوسری حدیث میں ہے: **(من تعلق تميمة فلا أتم الله له)** "جس نے تمیمہ (تعویذ، گنڈا ، چھلا، دھاگہ) لٹکایا یا باندھا ، اللہ اس کی مراد پوری نہ کرے"۔ (اسے احمد نےروایت کیا ہے اور رواۃ ثقہ ہیں)، کیوں کہ ان گنڈوں کو اپنانے میں قرآن کی توہین ہےاوریہ شرکیہ گنڈوں تک لیجانے کا سبب ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ قرآن ذکر اور تعبد اور اس جیسے مقاصد کے لیے اترا ہے۔ اگر یہ مشروع ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے ضرور بیان فرماتے، یہ عبادت ہے اور عبادات توقیفی ہیں، نہی عام ہے جو تمام اقسام کو شامل ہے اور اس میں وہ قسم بھی داخل ہے جو قرآن سے ہو۔

مسئلہ (۱۴۳): گاڑیوں یا گھروں میں آیات لٹکانے کا حکم:

اس کے کئی حالات ہیں:

پہلی حالت: اگر مقصود بلا ومصیبت دور کرنا اور نظر بد وغیرہ دفع کرنا ہو، تو اس کا حکم بھی تعویذ وگنڈے جیسا ہے۔

دوسری حالت: اگر مقصود تبرک ہو، تو نہ کیا جائے، کیوں کہ قرآن تلاوت وتعبد کے لیے اتارا گیا ہے لٹکانے کے لیے نہیں اور بسا اوقات اس میں قرآن کی اہانت ہوتی ہے اور اس کی تعظیم جاتی رہتی ہے، ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہےوہ کہتے ہیں: **(اقرءوا القرآن ولا يغرنكم هذه المصاحف المعلقة، فإن الله لم يعذب قلبا وعى القرآن)** "تم قرآن پڑھو اور تمہیں یہ لٹکے ہوئے مصاحف دھوکے میں نہ ڈالیں، اللہ یقینا اس دل کو عذاب نہیں دیتا جس نے قرآن کو یاد کیا"۔ (اسے امام بخاری نے "خلق افعال العباد" میں روایت کیا ہے۔ اور ابن العربی نے کہا: " قرآن کے سلسلے میں سنت ہے اسے یاد کرنا نا کہ لٹکانا"۔

مسئلہ (۱۴۴):

مستحب ہے کہ جب رحمت کی آیت سے گذرے، اللہ تعالی کا فضل مانگے اور جب عذاب کی آیت سے گذرے تو شر اور عذاب وغیرہ سے اللہ کی پناہ مانگے اور جب اللہ تعالی کی تنزیہ والی آیت سے گذرتے تو اللہ کی تنزیہ کرتے ہوئے کہے: سبحانہ وتعالی۔

مسئلہ (۱۴۵): ایک ہی جگہ اور ایک ہی قراءت میں کئی قراءتوں کو ملانے کا حکم:

اگر معنی اور عربی قواعد میں خلل پیدا ہو، تو جائز نہیں ہے، اگر خلل پیدا نہ ہو، تو جائز ہے، اسے ابن الجزری نے اختیار کیا ہے بشرطیکہ اس کی وجہ سے ان لوگوں کو مشکل پیش نہ آئے جو اس سے واقف نہیں ہیں۔

تجوید کے ساتھ قرآن پڑھنے کے احکام

مسئلہ (۱۴٦): تجوید کے ساتھ قرآن پڑھنے کا حکم:

تجویدلغت میں: بہتر اور پختہ کرنا۔ **أجاد الشیء**، یعنی: اس نے بہتر کام کیا۔

تجوید اصطلاح میں: ہر حرف کو اس کے مخرج سے نکالنا اور اسے صفات واحکام کا پورا حق دینا۔

اس کا حکم:

تجوید وقراءت کےبعض علمائے متاخرین کا مذہب تفصیل ہے، جسے بعض فقہا نے اختیار کیا ہے:

-تجوید کے کچھ مسائل واجب شرعی ہیں، جن کا تارک گناہگار ہوگا،یہ وہ مسائل ہیں جن کے چھوڑنے سے تراکیب میں تبدیلی آجائے یا معنی بگڑ جائے۔

-کچھ مسائل واجب شرعی نہیں ہیں، مگر فنی واجب کی حیثیت رکھتے ہیں اور وہ مسائل ہیں جنہیں اس علم کے ماہرین نے پختہ قراءت کے لیے واجب قرار دیا ہے اور علما نے تجوید کی کتابوں میں ذکریا ہے، جیسے: ادغام، اخفاء اور اقلاب...الخ، علما کے نزدیک ان کا تارک گناہگار نہیں ہوگا۔

مسئلہ (۱۴۷): تجوید سیکھنے کا حکم:

نظریاتی علم امت پر فرض کفایہ ہے اور افراد کے حق میں مندوب ہے واجب نہیں۔

مسئلہ (۱۴۸):

تمام قراءات کو ملا کر ایک مصحف لکھنا جائز نہیں ، کیوں کہ مصحف توقیفی ہے اور اس کی دلیل نہیں ہے۔

مسئلہ (۱۴۹): چہرے اور آنکھوں پر مصحف کو رکھنے اور اسے چھونے کا حکم:

صواب سے قریب تر حکم یہ ہےکہ اگر ارادہ محبت وتعظیم کا ہو، تو مباح ہے جیسے بوسہ دینا، یہ حنفیہ کا مذہب اور امام احمد کی ایک روایت ہے- ایسا کرنا عکرمہ سے منقول ہے، جسے دارمی نے روایت کیا ہے اور نووی نے صحیح کہا ہے-

اگر مقصود تبرک اور شفا طلبی ہو ،تو جائز نہیں ہے، کیوں کہ اس کی کوئی دلیل نہیں ہے اور علاج میں سببیت یا تو شرعی ہے، جیسے جھاڑ پھونک، یا قدری ہے، جیسے عام علاجات اور معاصر طبی اور مجرب دوائیں-

مسئلہ (۱۵۰): ایسی جگہ مصحف رکھنے کا حکم جس میں جوتے ہوں، جیسے بیگ اور صندوق وغیرہ:

اس کی دو حالتیں ہیں:

پہلی حالت: مصحف ان جوتوں سے چپکا ہوا ہو اور ان دونوں کے بیچ کچھ حائل نہ ہو، تو جائز نہیں ہے، کیوں کہ اس میں مصحف کی اہانت ہے-

دوسری حالت: اگر ان کے درمیان حائل ہو، جیسے مصحف کو ایسی الماری میں رکھا جائے جس کے نچلے حصہ میں جوتے ہوں، تو بعض شافعیہ نے جائز کہا ہے-

تنبیہ:

کرتا وقمیص کی اوپری جیب میں مصحف رکھنا جائز ہے، ایسے ہی پہلو کی جیب میں بھی رکھنا جائز ہے، مگر جب زمین پر بیٹھے تو اسے اہانت کی جگہوں سے بچاکے رکھے-

مصحف وقف کرنے کے احکام

مسئلہ (۱۵۱):

مصحف کو وقف کرنا صحیح ہے۔ یہ جمہور فقہا کا مذہب ہے، کیوں کہ اشیائے منقولہ وغیر منقولہ کو وقف کرنا صحیح ہے۔ کوشش ہونی چاہیے کہ مصحف ایسی جگہوں میں وقف کیا جائے جہاں ضرورت ہو۔

مسئلہ (۱۵۲):

میت کی طرف سے مصحف وقف کرنا اور اس کے غلاف پر نام لکھنا جائز ہے، کیوں کہ میت کی طرف سے صدقہ کرنے کی مشروعیت عام ہے۔

مسئلہ (۱۵۳):

مصحف کو وقف والی جگہ سے اسی کے مثل دوسری جگہ منتقل کرنا جائز ہے، اگر پہلی جگہ میں اس کی ضرورت باقی نہ رہے، جیسے مسجد و مدرسہ اور اس جیسی جگہ، اسی طرح ضرورت کے وقت مفضول جگہ سے افضل جگہ منتقل کرنا جائز ہے۔

مسئلہ (۱۵۴):

پڑھنے کےلیے مصحف کو اس کی وقف والی جگہ سے نکالنا جائز نہیں ہے، جیسے مسجد سے ہوٹل وغیرہ کے لیے نکالا جائے، کیوں کہ یہ وقف کرنے والے کی شرط کے خلاف ہے اوروقف کرنے والے کی شرط کو بدلنا جائز نہیں ہے۔ جس نے مصحف کو اس کی وقف والی جگہ سے نکالا ہے ضروری ہے کہ اسے لوٹا دے، اگر ناممکن ہوجائے، تو اس کے مثل دوسرا مصحف رکھنا واجب ہے۔

مسئلہ (۱۵۵):

اگر وقف شدہ مصحف اس طرح پھٹ جائے اور بوسیدہ ہوجائے کہ اس سے فائدہ اٹھانا محال ہوجائے، تو اگر اسے بدلنا یا اس کی مرمت کرنا ممکن ہو، تو یہ افضل ہے اور اگر اس کے اوراق سے استفادہ کرنے کے لیے اسے فروخت کرنا اوراس کے مثل مصحف خریدنا ممکن ہو ، تو یہ واجب ہے۔ اگر مذکورہ شکلیں ممکن نہ ہوں اور اس سے استفادہ نہ کیا جا سکے تو پہلے ذکر کیے گئے طریقوں میں کسی طریقہ پر اسے ضائع کرنا جائز ہے۔

مسئلہ (١٥٦):

مساجد میں مصحف رکھنا جائز ہے، یہ جمہور علما کا مذہب ہے، امام مالک نے اس کی مخالفت کی ہے اور اسے بدعت قرار دیا ہے، جبکہ اہل علم کی ایک جماعت نے اس قول کو شاذ کہا ہے۔

مسئلہ (١٥٧):

قرآن کی تعظیم کی خاطر مالکیہ کے نزدیک مصحف کو سُترہ بنانا صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ (١٥٨):

جو بھول جانے کے ڈرسے قرآن پڑھے گا، اسے اجر دیا جائے گا، حدیث میں ہے: **(تعاهدوا القرآن، فوالذي نفسي بيده لهو أشد تفلتا من الإبل في عقلها)** "تم قرآن کی خبر گیری کرتے رہو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قرآن پاؤں بندھے اونٹوں سے تیز بھاگنے والا ہے"۔ (متفق علیہ)

مسئلہ (١٥٩):

کتابوں کو ترتیب دیتے وقت یہ خیال رکھا جائے کہ سب سے اوپر مصحف کو رکھا جائے، اس کےنیچے کتب حدیث کو، ان کے نیچے کتب تفسیر کو، ان کے نیچے شروح حدیث کو، ان کےنیچے کتب اصول فقہ کو پھر کتب فقہ کو۔

اگر ایک ہی فن میں دو متساوی کتابیں ہوں، تو اوپر وہ کتاب ہوگی جس میں قرآن زیادہ ہو۔ یہ سمہودی شافعی کا قول ہے۔

مسئلہ (١٦٠):

فتاوی عالمگیری میں آیا ہے: " قرآنی آیات کو کلام کے اندر بطور مزاح داخل کرنا کفر ہے، کیوں کہ اس میں قرآن کی تحقیر ہے، جیسے کوئی کہے: تم کیسے پڑھوگے والنازعات نزع یا والنازعات نزعا"؟۔

مسئلہ (١٦١):

قرآن پڑھنے کے دوران اگر انسان سے ہوا خارج ہونے لگے، تو قرآن کی تعظیم کی خاطر پڑھنا روک دے، یہاں تک کہ ہوا خارج ہوجائے۔ یہ عطاء کا قول ہے۔

مسئلہ (١٦٢):

قرآن کی تعظیم کے پیش نظر ننگا ہو کر قرآن پڑھنا مکروہ ہے، جیساکہ فتاوی بزازیہ میں ہے۔

مسئلہ (١٦٣): قرآن پڑھتے وقت ہلنا ڈولنا:

اس کی دو حالتیں ہیں:

ا- اگر مقصود تعبد ہو، تو یہ بدعت ہے۔

ب- اگر مقصود نشاط اور سستی بھگانا ہو، تو جائز ہے۔

مسئلہ (١٦۴):

اہل قرآن کو انعامات سے نوازنا جائز ہے، عمر بن الخطاب کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے اپنے ایک گورنرکو لکھ بھیجا کہ قرآن کی تعلیم لینے پر لوگوں کو عطیا ت دو، تو اس نے جواب میں لکھا: آپ نے مجھے لکھا کہ میں لوگوں کو قرآن کی تعلیم لینے پر عطیات دوں، اس لیے اب وہ بھی قرآن سیکھ رہا ہے جسے قرآن میں رغبت نہیں ، اسے بس اس عطیہ میں رغبت ہے، اس پر انہوں نے لکھا: تم لوگوں کو مروءت اور صحبت کی بنیاد پر دو"[12]۔ (اسے قاسم نے اموال میں روایت کیا ہے)

مسئلہ (١٦۵):

چھوٹی سورہ اور چھوٹی آیت کو ہلکی سورہ یا ہلکی آیت نہ کہا جائے ، بلکہ تھوڑی کہا جائے، کیوں کہ اللہ تعالی نے فرمایا: { إِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا} " یقیناً ہم تجھ پر بہت بھاری بات عنقریب نازل کریں گے"۔ (المزمل:۵) یہ ابو العالیہ اور ابن سیرین کا قول ہے۔

مسئلہ (١٦٦):

نصاری اور نصاری جیسے کافروں کی اولادوں کو قرآن سکھانا جائز نہیں ہے، اس کی صراحت ابن لبابہ المالکی نے کی ہے اور امام احمد نے مکروہ جانا ہے، کیوں کہ اس سے قرآن کو اس کے غیر لائق جگہ میں رکھا جائے گا اور کافر ناپاک ہوتا ہے ۔

(12) یعنی قرآن کی صحبت اختیار کرنے ، اس پر عمل کرنے اور اس کے آداب سے آراستہ ہونے پر انہیں دو۔

مسئلہ (١٦٧):

لحن وغلطی کے ساتھ قرآن پڑھنے کا حکم:

اس کی دو حالتیں ہیں:

پہلی حالت: اگر لحن خفی ہو اور دانستہ ہو، تو ایک قول ہے کہ حرام ہے اور دوسرا قول ہے کہ مکروہ ہے۔ اگرنا دانستہ ہو، تو کوئی گناہ نہیں۔

دوسری حالت: اگر لحن جلی ہو، تو اس کی دو حالتیں ہیں:

ا-چاہے معنی بدل جائے یا نہ بدلے، اگر دانستہ ہے، تو نا جائز ہے، جیسے کوئی حرف کم کردیا جائے یا بڑھا دیا جائے، یا کسی حرف کو کسی حرف سے بدل دیا جائے، جس کی کوئی اصل اہل قراءات کے یہاں نہ ہو، یا منصوب کو مرفوع اور مرفوع کو منصوب کردے، تو ایسا کرنے والا خطا کاراور گناہگار ہوگا۔

ب- اگر نا دانستہ ہو، تو اس پر واجب ہے کہ سیکھے اگر وہ سیکھ سکے، اگر سیکھ نہ سکے جیسے عجمی اور نا خواندہ، تو کوشش کرے اور پڑھے ، اس کا اجر اللہ کے اوپر ہے، اسے خطا کار اجر یافتہ کہا جائے گا، اللہ تعالی کے اس فرمان کا عموم ا اس پر دلالت کرتا ہے: { فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ } "پس جہاں تک تم سے ہوسکے اللہ سے ڈرتے رہو"- (التغابن:١٦)

اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **(الماهر بالقرآن مع السفر الكرام البررة، والذي يقرأ القرآن ويتتعتع فيه وهو عليه شاق، له أجران)** "قرآن کا ماہرنیک معزز لکھنے والے فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور جو قرآن پڑھے اور اٹک اٹک کر پڑھے اور پڑھنا اس پر شاق گذرتا ہو، تو اس کے لیے دہرا اجر ہے"- (اسے بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے اور الفاظ مسلم کے ہیں)

مسئلہ (١٦٨):

مسجدوں میں اذان سے پہلے مائیکروفون پر قرآن پڑھنا اور جمعہ کے دن خطبہ سے پہلے سورۃ الکہف وغیرہ پڑھنا نئی ایجادشدہ بدعت ہے، اس کا ثبوت نہ عہد نبوی میں ملتا ہے نہ عہد تابعین میں ، اگر یہ کارخیر ہوتا تو اس میں وہ ہم سے سبقت لے جاتے۔

اے اللہ! تو ہمیں اصحاب علم وعمل اہل قرآن میں سے بنا، ہمیں سید المرسلین کی سنت کے مطابق دین کی فقہ عطا فرما اور اس پر ثابت قدم رکھ، اے اللہ! تو ہمیں اس کے دعاۃ اور مددگاروں میں سے بنا۔

اے اللہ! ہم تجھ سے تیری رضا ، اپنے دلوں کے لیے درستی اور ثبات ، اپنے نفسوں اور اپنی ذریتوں کے لیے پاکیزگی، اسلام اور مسلمانوں کے لیے، اپنے ملک کے لیے اور مسلمانوں کے ملکوں اور ان کے حکمرانوں کے لیے مدد وغلبہ مانگتے ہیں۔ اے اللہ! تو مسلمانوں کو اپنی ہدیت پر جمع کردے اور ظالموں اور زیادتی کرنے والوں کو ہلاک وتباہ کردے۔

آئندہ ملاقات تک لیے، اللہ اس ملاقات کو اپنے احسان وکرم سے علم وہدایت کی راہ پر آسان بنائے۔

(إنا على البعاد والتفرق....لنلتقي بالذكر إن لم نلتق)

"اگر ہم دوری اور جدائی میں باہم مل نہیں سکتے ہیں، تو کوئی بات نہیں، ہم یاد میں تو مل سکتے ہیں"۔

تحریر:

فہد بن یحیی العماری

مکہ مکرمہ

١٤٤٢/١٠/١٤

اهم مراجع

تفسير القرطبى- فتح البارى لابن حجر- التبيان فى آداب حملة القرآن- بدائع الصنائع- مواهب الجليل- التبصرة- المجموع- الإنصاف- كشاف القناع- الفروع- فتاوى ابن تيميه- الاحكام الفقهية الخاصة بالقرآن للحجيلان- احكام المصحف للرشيد- تحزيب القرآن للحربى- النوازل الفقهية المتعلقة بالقرآن للمبارك- الاحكام الفقهية المتعلقة بالتقنيات الخادمة للقرآن للهندى-مؤلف كى شرح عمدة الفقه وشرح كتاب التوحيد- الآداب الشرعية لابن مفلح- عون الرحمن فى تفسير- ع القرآن للاحم-غاية المريد فى علم التجويد لعطية نصر- حق التلاوة لحسنى عثمان- شرح طيبة النشر للنويرى- احكام الترجمة للواصل- احكام المقابر للسحيبان- الوافى فى كيفية ترتيل القرآن للحفيان- حكم دعاء ختم القرآن للغزال.

روابط الخلاصات الفقهية

اضغط هنا
إتحاف النبيل في أحكام التمثيل

اضغط هنا
الإنـــارة في أحكام الاستخارة

اضغط هنا
التبيين في بعض أحكام التأمين

اضغط هنا
الـــــــدرة في أحكام السترة

اضغط هنا
جزء في أحكـــام سجـود السهو

اضغط هنا
حكم الصلاة مع الإخلال بالاتصال والاصطفاف

اضغط هنا
أحكام العمرة في جائحة كورونا

اضغط هنا
الإيضاح الجلي في أحكام زكاة الحلي

اضغط هنا
التحبير في أحكام التكبير في الصلاة

اضغط هنا
الوشاح في أحكام دعاء الاستفتاح

اضغط هنا
جزء في أحكام نزلاء الفـــنادق

اضغط هنا
أحكـــــــــام صيام عاشوراء

اضغط هنا
البدور في أحكام الأيمان والنذور

اضغط هنا
أحكام صيام عرفــــــــــــــــة

اضغط هنا
جزء في أحكام المسح على الحوائل

اضغط هنا
التـــــــــزود في أحكام التشهد

اضغط هنا
فوح العطر بأحكام زكاة الفـــــطر

اضغط هنا
جني الأفنان في أحكام المصحف

اضغط هنا
أحكام تلاوة القرآن في الصلاة

اضغط هنا
التسنيم في أحكام التسليم

اضغط هنا
الكافي في أحكام الصلاة على الكراسي

اضغط هنا
الإبانة في أحكام سجـود التلاوة

وقـف خدمة العلم وطلابه بمكة المكرمة

وقف خيري

صدقـة جاريـة يخـدم طلاب العلـم ومنهم: طلاب المنح القادمين من (٧٥) دولة للدراسـة بجامعة أم القرى، ويعتني بشـؤونهم العامـة للارتقـاء بهم وذويهم، ليعودوا إلى بلادهم دعـاة خير ورسل هداية

مكـة المكرمة ـ العزيزية جوال: ٠٥٥٤٥٠٦٤٦٤

وقف خدمة العلم وطلابه